خدام الدین

لاہور



نااہل حکمران!

طبرانی مسند حسن کے ساتھ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میرے بعد تم پر ایسے حکمران ہوں گے جو تمہیں ایسے کاموں کا حکم دیں گے جن کو تم برا سمجھتے ہو اور خود بھی ایسے کام کریں گے جو برے ہیں۔ پس وہ تمہارے حکمران نہیں ہیں۔

([illegible])

۵ صفر — ۳ فروری

احادیث الرسول ﷺ

قیامت کی نشانی ــــ نااہلوں کا اقتدار

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ إِذَا جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک دیہاتی آیا۔ اور کہا قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا جب امانت ناپید ہو جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ اس نے کہا امانت کیسے ناپید ہو گی؟ آپ نے فرمایا: جب کام نااہلوں کے سپرد کیے جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کر۔

قیامت کب آئے گی اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ یہ ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کی بابت قرآن مجید میں آیا ہے کہ انہیں اللہ ہی جانتا ہے۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کا اصل وقت کسی کو نہیں بتلایا۔ ہاں اس کی علامتیں جو اللہ عزّ و جلّ نے آپ کو بتائیں وہ آپ نے وقتاً فوقتاً سب کو بتا دی ہیں۔ ان میں دو علامتوں کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ دیہاتی آپ سے غالباً قیامت کا ٹھیک وقت معلوم کرنا چاہتا تھا۔ جواب میں پہلے آپ نے ایک علامت بتا دی جو غالباً اس کی سمجھ میں اچھی طرح نہ آئی اس نے اس کی تشریح پوچھی۔ آپ نے اس علامت کو اس کے فہم سے بالاتر سمجھ کر ایک اس سے زیادہ صاف علامت بتا دی۔ دونوں جوابوں میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت کا ٹھیک وقت انسان کو معلوم نہیں اللہ ہی جانتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ دنیا سے امانت اٹھ جائے تو جان لو کہ قیامت قریب ہے۔ امانت انسان کی وہ صفت ہے جس کی بدولت جو کام اس کے ذمہ ڈالا جاتا ہے یا جو کام وہ اپنے ذمہ لے۔ جس طرح چاہیے اسے اسی طرح پورا کر دے۔ کوئی اس کے پاس مال رکھوائے تو مدت پوری ہونے کے بعد اسے جوں کی توں واپس کر دے۔ کوئی مزدوری پر اس سے کام لے تو اس کو اطمینان بخش طریقہ سے انجام دے اور کام لینے والے کی غیر حاضری میں بھی اپنے طریق عمل میں کوئی فرق نہ ہونے دے۔ کسی کا راز فاش نہ کرے، کسی کو غلط مشورہ نہ دے۔ اس صفت کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کا ظاہر باطن یکساں ہو۔ یہ تفصیل اس دیہاتی کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے پھر پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب حکومت اور حکومت کے عہدے ایسے لوگوں کے قبضہ میں چلے جائیں جو ان کے سنبھالنے کے قابل نہیں ہیں تو جان لے کہ قیامت قریب ہے۔ کیونکہ نااہل کو اصل کام سے غرض نہیں ہوتی۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسے مال، عزت اور مرتبہ حاصل ہو، چاہے کام بگڑے یا سنورے۔ اس میں وہ سب لوگ آتے ہیں جنہیں صرف اپنی یا اپنے متعلقین کی تنخواہ اور کثرت سے غرض ہے۔ انہیں تو فقط نام و نمود اور مالی آمدنی چاہیے، کام ٹھیک طور پر ہو یا نہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد نمبر ۲۳ — شمارہ نمبر [illegible]

جاری کردہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

رئیس التحریر

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر

محمد سعید الرحمن علوی

ادارہ تحریر

◎ مولانا محمد اجمل

◎ زاہد الراشدی

◎ میاں محمد حسن

بدل اشتراک

سالانہ ۳۰

ششماہی ۲۰

سہ ماہی ۱۰

فی پرچہ ایک روپیہ

پیپلز پارٹی اور اسلام

اس میں شک نہیں کہ پاکستان کا وجود "اسلام" کا مرہون منت ہے۔ اگر تحریک پاکستان کے قائدین "اسلامی نظام حیات" کا سہارا نہ لیتے تو یہ ملک کبھی معرض وجود میں نہ آتا۔

لیکن ہمیں بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ وطن عزیز کے گزشتہ تیس سالوں میں کسی بھی برسراقتدار جماعت یا فرد نے "اسلام" کے معاملہ میں خلوص و دیانت کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ بڑی حد تک مخالفانہ طرز عمل جاری رہا اور ہے۔

(دس ماہ کے قریب کا وہ عرصہ خارج کر دیں جو شمال مغربی سرحدی صوبہ سے متعلق ہے جہاں جمعیۃ علماء اسلام اور نیپ کی مشترک حکومت قائم رہی۔ جس کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمود تھے۔ اس حکومت نے مرکز کی زبردست مداخلت اور آئینی طور پر بے پناہ مشکلات کے باوجود نمایاں کام کیا اگرچہ ظلماً اس حکومت کو رخصت کر دیا گیا۔ اس کے دور کے کارہائے نمایاں کو قانونی تحفظ حاصل ہونے کے باوجود باقی نہ رہنے دیا گیا)

موجودہ برسراقتدار پارٹی جو اس وقت نگران حکومت کا فرض سرانجام دے رہی ہے۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابی نتائج کو سبوتاژ کرنے کے بعد حادثاتی طور پر برسراقتدار آئی اور ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۷ء کے آخر تک اسے مرکز میں مکمل اور بھرپور اکثریت حاصل رہی۔

اس جماعت کے انتخابی سلوگن تین تھے :

- اسلام ہمارا دین ہے
- جمہوریت ہماری سیاست ہے۔
- سوشلزم ہماری معیشت ہے۔

اس "تثلیث" کے متعلق ہمیں اس وقت کچھ نہیں کہنا محض پہلے "نعرہ" کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

اس عنوان کو تجویز کرنے کی شدت سے ضرورت اس لیے محسوس ہوئی

پیپلز پارٹی کا جو منشور ابھی حال ہی میں آیا ہے اس میں "اسلام" کو ایک بار پھر بڑے اہتمام سے اپنے تازہ انتخابی منشور کا حصہ بنایا ہے۔

ہمارے سامنے ۲۵ جنوری ۱۹۷۷ء کا نوائے وقت (سہ ماہی) ایڈیشن ہے۔ اس میں جلی سرخی یہ ہے:۔

"اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اندرون اور بیرون ملک موثر اقدامات کیے جائیں گے"۔

مزید ارشاد ہے:۔

● قرآن مجید اور سیرت نبوی کی تعلیم لازمی ہوگی۔

● علمائے اسلام کی وفاقی اکیڈمی قائم کی جائے گی۔

● مزید جمعہ کی تعطیل، تعلیمی نظام میں قرآن کی تعلیم اور سیرت نبوی کی تعلیم لازم قرار دینے، تجوید و قرأت کی ٹریننگ اور فریضہ حج کے لیے مزید سہولتوں کا اعلان ہے۔

یہ جو کچھ کہا گیا ہے اس کا تعلق اس سے ہے کہ پیپلز پارٹی کو اقتدار ملا تو وہ ایسا کرے گی — لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس پارٹی نے اپنے پچھلے دورِ اقتدار میں کیا کیا؟ ایسی بات تو نہیں کہ یہ پارٹی اس سے پہلے برسرِ اقتدار نہ رہی ہو؟ تو آخر اسے پہلے بھی تو موقعہ ملا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے اس پارٹی کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو بڑی شرمناک تصویر سامنے آئے گی۔

پارٹی کے تین نعرے جسے "جدید تثلیث" کا نام دینا زیادہ مناسب ہے پر غور کریں تو بنیاد ہی آپ کو غلط نظر آئے گی۔ اور جب بنیاد ہی غلط ہوگی تو پھر باقی کیا رہ جائے گا۔

پارٹی کے چیئرمین نے ۱۹۷۰ء کے انتخابی نتائج کے بعد جو طرزِ عمل اختیار کیا اور حقداروں کو حق دئے جانے کے خلاف جو مہم شروع کی اس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان کی سرزمین پر جو خون بہا اور انسانی عصمتیں جس بے دردی سے لوٹی گئیں پارٹی کے چیئرمین ان کے قدیم و جدید شرعی حلیف اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے بظاہر کمزور شرائط پر حدیبیہ کے معاہدہ پر دستخط کر کے بغیر ارکان عمرہ ادا کئے واپس جانا گوارا کر لیا اور کسی انسان کا خون بہانا پسند نہ فرمایا۔ لیکن یہاں خدمت اسلام کے دعوے داروں کے سامنے انسانی جان و مال اور آبرو کی جب کوئی حیثیت نہیں تو پھر اسلام کا نام کیوں لیا جاتا ہے؟

● اس کے بعد پارٹی کے دورِ اقتدار میں جتنے قتل ہوئے پھر سمن آباد لاہور کی لڑکیوں کے اغوا سے کر لاہور آرٹس کالج اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین لاہور میں عزت و آبرو کی بربادی کے جو شرمناک واقعات پیش آئے اسلام کے نام نہاد خادم ان کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

● اپوزیشن کے ایک معزز ممبر مولانا عبدالحق (جمعیۃ علماء اسلام) نے ۱۹۷۵ء میں ایک قرارداد پیش کی تاکہ ملک میں سودی نظام کا خاتمہ کر دیا جائے لیکن استحصالی نظام کے خلاف بے پناہ واویلا کرنے والی پارٹی نے اس قرارداد کو اپنی اکثریت کے بل بوتے پر مسترد کروا کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقابل آنے کی جسارت کی۔

(خدائے قہار نے قرآن عزیز میں سودی نظام کو سینہ سے لگائے رکھنے والوں کو اپنی طرف سے اعلان جنگ کا ذکر فرمایا ہے)

● انہی مولانا عبدالحق کی ایک اور قرارداد جو فحاشی اور رقص و سرود سے متعلق تھی اسے مسترد کیا گیا۔

● مولانا نے غیر اسلامی نظریات، فحش لٹریچر، قحبہ خانے، رقص گاہیں، فحش کلبوں اور عریاں فلموں کے متعلق قرارداد پیش کی وہ مسترد ہو گئی۔ اس پر مولانا نے ایک انتہائی دردناک جملہ فرمایا جو اسمبلی ریکارڈ میں ہے۔

"خدا کے بندو! مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ ملک ایک اور فلسطین نہ بن جائے"۔

● قادیانیوں کے متعلق مولانا کی قرارداد مسترد کی گئی اور بعد میں ربوہ کے حادثہ کی بنیاد پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تو قرار دیا گیا لیکن اس کا نتیجہ؟ مرزائیوں نے اس فیصلہ کو تسلیم کر لیا؟

گزشتہ دسمبر میں ربوہ کے میلہ میں مرزائی پوپ پال مرزا ناصر احمد نے جب اعلان کیا کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں کافر نہیں کہہ سکتی (مفہوم) تو اس پر اسلام کے نام نہاد خادموں نے جن پر آئین کے تحفظ کی ذمہ داری بھی عائد

عائد ہوتی ہے کیا نوٹس لیا ؟

● اپوزیشن کے صاحبزادہ صفی اللہ کی قرارداد جمعہ کی تعطیل کے متعلق لٹکائے رکھی اور اب محض انتخابی سٹنٹ کے طور پر جمعہ کی تعطیل کا شور مچایا جا رہا ہے۔

● سرحد میں جمعیۃ نیپ حکومت کے زمانہ میں مفتی محمود صاحب کے شراب کے متعلق حکم کو توڑنے کے لیے بھٹو صاحب مسلسل حیلے بہانے تراشتے رہے ! کیا شراب اسلام میں جائز ہے ؟

● اس پچھلے عرصہ میں ملک کے اندر و باہر اسلام کی تبلیغ کے لیے کیا اقدامات کیے گئے جب کہ آئندہ کے وعدے ہیں ؟

حالت تو یہ ہے کہ اس عرصہ میں اعلاء کلمۃ الحق کے اصولوں پر چلنے والے دینی ادارے اور مساجد پر قبضہ کی سکیمیں تیار کی گئیں، علماء کو پابند سلاسل کیا گیا، ان پر مقدمات قائم کیے گئے، جیلوں میں ان کو بھرا گیا اور محکمہ اوقاف کی وساطت سے وہ وہ کام ہوئے جو کسی بے دین اور ملحد ملک میں بھی نہیں ہوا ؟

● ملک کا لاکھوں روپیہ اپنے اور پارٹی کے جلسوں پر خرچ کیا گیا۔ اب بھی کیا جا رہا ہے اور ایک عدد سپیشل ٹرین کا اہتمام کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے یہ جائز ہے ؟

● راولپنڈی میں قوم کے بیس ہزار بچوں اور بچیوں کو ثقافتی شو کے نام پر جس طرح بے حیا بنایا گیا اور شمالی کوریا کی نقالی کی گئی وہ کس اسلام کا حصہ ہے ؟

● بھرے جلسوں میں اپنے شرابی ہونے کا اعتراف کرنا۔ اسلامی سیرت و کردار اور اخلاق و روایات کی روشنی میں کیسا ہے ؟ اسلام ہوتا تو ایسا شخص ۸۰ کوڑوں کا مستحق ہوتا !

● بلوچستان میں لوگوں کا پانی دانہ بند کرنا محض اس لیے کہ وہ بھٹو صاحب کو "شاہ معظم" نہیں مانتے اسلام کی خدمت ہے ؟

● ابھی تازہ انتخابی مہم میں اپنے مخالف امیدواروں کو اغوا کرانا، گرفتار کرانا، مار پٹائی اور اس قسم کے ظالمانہ ہتھکنڈے استعمال کرنا اسلامی نہیں انسانی نقطہ نظر سے کیسا ہے ؟

گذشتہ دورِ حکومت کی بھٹو صاحب کی "اسلامی خدمات" کی داستان اتنی طویل ہے کہ اس سلسلہ کے لیے ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ ہم نے مختصراً چند گذارشات پیش کر دی ہیں۔

اس صورتِ حال کے پیش نظر بھٹو صاحب اور ان کی پارٹی سے ہم کہنا چاہیں گے کہ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ آخری سچا دین ہے۔ اس کے معاملہ میں یہ روش اختیار کرنا خدا کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے ! اس سے بچاؤ اور چھٹکارا کی ایک ہی صورت ہے کہ خدا کے حضور توبہ کر کے اقتدار سے علیحدہ ہو جائیں ! یقین کریں کہ یہ رضاکارانہ علیحدگی جہاں اس دنیا میں آپ کے لیے سودمند ہوگی وہاں اللہ کے یہاں آپ کو فائدہ مند ثابت ہوگی۔

اور

عوام سے کہنا چاہیں گے کہ پرانے شکاری نیا جال لے کر سامنے آئے ہیں۔ اسلام کے غم میں مگرمچھ کے بہت آنسو بہائے جائیں گے۔ لیکن یاد رکھیں اللہ کے نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے :

"مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ
ڈسا نہیں جا سکتا"

ایک مرتبہ آپ ڈسے جا چکے اب دوبارہ غلطی کہیں کا نہ رہنے دے گی۔ اس لیے سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں۔ اللہ تعالیٰ صحیح فیصلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

علی ۲۴ رفروری ۷۷ء

علم و دانش کی باتیں

غرباء کی دولت عظیم

عبد الباسط جلالیہ

فقرا و اغنیاء کے مراتب میں فرق

مساکین و فقراء اکثر اغنیاء سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں اور انہیں اجر و ثواب بھی مالداروں سے زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ مال و دولت جو ذکر خدا و عبادت الٰہی سے انسان کو مشغول کر دیتا ہے وہ قابل مذمت ہو جاتا ہے۔ اور فقیر کا حساب و شغل کم ہوتا ہے اور جب کسی چیز کو چاہنے کے باوجود حاصل نہیں کر پاتا تو از حد غم و حزن میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ نیز دنیا سے متنفر ہوتا ہے اور اسے بمنزلہ قید خانہ کے تصور کرتا ہے، موت کی سختی بھی اس پر کم ہوتی ہے اور دنیا کی طرف التفات نہ کرنے کی وجہ سے حرص و حسد و کبر بھی اس کا کم ہوتا ہے اور مال جو نافرمانی کا آلہ ہے جب یہ اس کے پاس ہوتا ہی نہیں تو اس کی وجہ سے جو خدا کی شریعت و قوانین الٰہیہ سے روگردانیاں متصور ہو سکتی ہیں تو ان کا صدور بھی فقیر سے نہیں ہو پاتا۔ برخلاف مالدار انسان کے کہ وہ دنیا سے مانوس ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کا فراق اس پر سخت و شاق ہوتا ہے بنابریں وجہ موت کی سختی بھی اس پر از حد ہو جاتی ہے اور حسرت بھی کافی ہوتی ہے اور حساب و کتاب بھی عظیم تر۔ حلال کا حساب اور حرام پر عذاب۔ ان وجوہات کی وجہ سے غنی کا دل دنیا کی طرف لگا رہتا ہے اور فقیر کا دل رب کی طرف متوجہ رہتا ہے لہٰذا بڑا عظیم فرق ہوا۔ دنیا دار و دین دار انسان کے درمیان۔ از مفید العلوم و مبید الھموم۔

فضیلت فقراء

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت کے بہترین لوگ فقراء ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میں مسکینی سے محبت کرتا ہوں اور نعمتوں سے دشمنی و عداوت رکھتا ہوں اور وہ اس پر بات کو بڑا پسند کیا کرتے تھے کہ انہیں مسکین کہہ کر پکارا جائے (مکاشفۃ القلوب)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دربار الٰہی میں عرض کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میری زندگی مسکینی میں بسر ہو اور موت بھی فقیری میں آئے اور میرا حشر بھی جماعت مساکین میں فرما۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود عظیم الشان مملکت کا حاکم ہونے کے مسجد میں مساکین کے ساتھ بیٹھ کر فرمایا کرتے تھے کہ مسکین مساکین کا ہم نشین ہے۔

حکایت عجیبہ

عصاء خراسانی نے ایک عجیب و غریب حکایت نقل کی ہے کہ ایک نبی کا گزر ساحل سمندر پر ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بندہ مومن مچھلیوں کے شکار میں مصروف ہے اور بسم اللہ پڑھ کر جال ڈالتا ہے۔ مگر ایک مچھلی بھی جال میں نہیں آتی ذرا آگے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کافر شیطان کا نام لے کر جال ڈالتا ہے اور بکثرت مچھلیاں جال میں پھنس جاتی ہیں نبی کو از حد تعجب لاحق ہوا۔ اور دربار الٰہی میں عرض پیرا ہوئے۔ اے اللہ مجھے یہ تو یقین ہے کہ ہر معاملہ آپ کے قبضہ قدرت میں ہے مگر اس عجیب و غریب حقیقت سے مجھے آگاہ کیجئے تو خداوند ذوالجلال فرشتوں سے فرمایا کہ میرے اس نبی کو ہر دو شخصوں کے مراتب سے آگاہ کرو۔ چنانچہ فرشتوں نے جب نبی کو مرد صالح کے مقام عظیم و کرامت جلیلہ کا ملاحظہ کرایا اور کافر کی ذلت و اہانت و رسوائی کو تو نبی نے عرض کیا اے الٰہی اب میں حقیقت کو سمجھ گیا ہوں اور میں راضی ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فقراء سے بکثرت معرفت کرو کیونکہ وہ دولت کے مالک ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا ان کی کیا دولت ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن انہیں کہا جائیگا کہ دنیا میں جن لوگوں نے تمہیں کھلایا پلایا* اور کپڑے پہنائے تھے تم انہیں پکڑ کر جنت میں داخل کر دو۔ (مکاشفۃ القلوب علامہ غزالی)*



ربِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ......

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ .... الخ

سورۂ نساء کی یہ آیت کریمہ جو تلاوت کی گئی اس کا ترجمہ ہے :

"سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے"۔

(حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے قسم کھا کر جو بات ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ :-

"لوگ اپنے نزاعات اور جھگڑوں میں جب تک آپ کو (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) منصف و جج تسلیم نہ کر لیں۔ اور پھر اس فیصلہ کو بلا چون و چرا تسلیم نہ کر لیں مسلمان نہیں ہو سکتے"۔

پس منظر اور شانِ نزول

اس سے پچھلی چند آیات کا پس منظر اور شانِ نزول حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی قدس سرہٗ کے الفاظ میں یہ ہے :-

"مدینے میں ایک یہودی اور ایک منافق (جو ظاہر میں مسلمان تھا جھگڑنے لگے۔ یہودی نے کہا چل محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کے) پاس، منافق نے کہا۔ کہ چل کعب بن اشرف (کے) پاس، وہ یہودیوں کا سردار تھا۔ آخر حضرتؐ (کے) پاس آئے۔ حضرت نے یہودی کا حق ثابت کیا۔ منافق نے باہر نکل کر کہا کہ چلو عمرؓ کے پاس وہ حضرت کے حکم سے مدینے میں قاضی تھے۔ منافق نے جانا کہ حمیت اسلام کریں گے (یعنی اسلامی حمیت کے پیشِ نظر میرے حق میں فیصلہ کریں گے) جب گئے ان کے آگے یہودی نے کہہ دیا کہ حضرتؐ (کے) پاس ہم جا چکے ہیں، وہ مجھ کو سچا کر چکے ہیں حضرت عمرؓ نے منافق کی گردن ماری۔ اس کے وارث حضرتؐ (کے) پاس خون کا دعوےٰ کر کے آئے اور قسمیں کھانے لگے کہ ہم گئے تھے اس لیے کہ صلح کرا دیں (یعنی حضرت عمرؓ) تب یہ آئتیں اتریں اور ان کا نام فاروق فرمایا"۔ (ص ۱۱۳)

یہودیت اور منافقت

گویا ایک جھگڑا جو ایک یہودی اور ایک منافق کے درمیان پیش آیا اس کا فیصلہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں دیا۔ اس لیے کہ آپ نے مقدمہ کی تفصیل سن کر اسے حق بجانب جانا اور منافق کو جھوٹا جانا۔ اس پر منافق نے آپ کے فیصلہ کو چیلنج کرنے کے لئے حضرت عمرؓ کے پاس جانا چاہا اور یہ بات اس سے پہلے اس پر اصرار کر چکا تھا کہ بجائے حضورؐ

نبی کریم علیہ السلام یہود کے سردار کعب بن اشرف سے فیصلہ کرایا جاتے۔ اسے اس میں ناکامی ہوئی اور حضور علیہ السلام کے پاس جانا پڑا اور وہاں سے فیصلہ اس کے خلاف ہوا تو حضرت عمرؓ کے پاس گئے انہوں نے اسے قتل کر دیا محض اس وجہ سے کہ جس نے نبی کا فیصلہ جھٹلایا اس کا یہی علاج ہے۔

یہودیت اور پیغمبر اسلام علیہ السلام

اس واقعہ سے ایک سبق تو یہ ملتا ہے کہ یہودی اپنے مختلف مسائل و معاملات میں جتنا اعتماد جناب نبی کریم علیہ السلام کی ذات اقدس پر کرتے اتنا اعتماد اپنے پیشواؤں پر نہ کرتے۔ جیسا کہ ظاہر ہے اور اس کے علاوہ بھی کئی واقعات اس پر دال ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا بھر میں آپ کو مختلف مذاہب و مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد ملیں گے جو نبی کریم علیہ السلام کی صداقت و دیانت آپ کی عدل پروری اور حق گوئی و استقامت کا اعتراف و اقرار کرتے ہیں۔ رہ گئی بات آپؐ کو نبی برحق تسلیم کرنے کی — تو وہ اپنی خود غرضیوں، خود فریبیوں اور اس قسم کے دوسرے تباہ کن عوامل کے پیش نظر اعراض کرتے ہیں۔

منافقت اور اسلام

قرآن کریم میں جن تین گروہوں کا ذکر ہے ان میں مسلمان منافق اور کافر شامل ہیں۔ منافق کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کے مدعی ہیں، وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آکر آپؐ کے نبی ہونے کی گواہی دیتے ہیں وہ بظاہر مسلم معاشرے میں مل جل کر رہتے ہیں، وہ نماز تک پڑھتے ہیں۔ لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ :

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۔ وہ مومن نہیں ہیں۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ وہ اللہ اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۔ اللہ گواہی دیتے ہیں کہ منافق جھوٹے ہیں۔

اور خدا نے ان کے متعلق شدید سزا میں کا ذکر کیا۔ منجملہ یہ کہ :۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

کہ منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دل، ان کی زبان کے رفیق نہیں، وہ اسلام کے معاملہ میں مخلص نہیں۔ وہ بدنیتی کا شکار ہیں۔ اسلام کا دم بھرتے ہیں تو محض اس وقت جب انہیں اپنی ضرورتیں مجبور کرتی ہیں اور جب ایسا نہیں ہوتا تو وہ کفر و الحاد کے علمبردار بن جاتے ہیں۔

اس واقعہ میں

بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ منافق نے اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لیے آپ کے پاس جانے سے انکار کیا اور جب مجبوراً جانا پڑا تو آپؐ کے فیصلہ کو ٹھکرا دیا۔ اور حضرت عمرؓ کے پاس جانے پر اصرار کیا۔ تبھی تو خدا نے قسم کھا کر فرمایا کہ :۔

"نزاعات میں آپؐ کی طرف رجوع نہ کرنا بھی کفر اور فیصلہ کو بطیب خاطر قبول نہ کرنا بھی کفر"

مزید توجہ فرمائیں تو ابتدا رکوع سے خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ بات آسان ہو جائے گی۔ فرمایا۔

"ذرا انہیں دیکھو جو قرآن سمیت تمام آسمانی کتابیں ماننے کے مدعی تو ہیں لیکن فیصلوں کے لیے "طاغوت" کی طرف رجوع کرتے ہیں (یعنی شیطانی طاقتوں کی طرف، رسم و رواج کی طرف، یا باطل پرستوں اور اغیار کے بنائے ہوئے قوانین اور ضابطوں کی طرف) حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ "طاغوت" سے کوئی سروکار نہ رکھیں۔ جب انہیں اللہ تعالےٰ کے قانون اور نبی کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ اعراض کرتے ہیں اور جب مصیبت پہنچتی ہے (جیسا کہ حضرت عمرؓ کے ہاتھوں منافق قتل ہوا) تو پھر آکر قسمیں کھاتے ہیں۔ اور ہر طریق سے یقین دلانے کی

کوشش کرتے ہیں کہ ہمارا مقصد تو بھلائی کے سوا کچھ نہ تھا (جیسا انہوں نے کہا کہ ہم تو حضرت عمرؓ کے پاس صلح کے لیے گئے تھے)

لیکن اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :-
کہ "ان کے دل کا کفر و نفاق میں تو خوب جانتا ہوں۔ (یہ مجھے کیسے دھوکہ دیں گے) بہرحال نصیحت و تبلیغ کا فرض (ہر طریق سے) سرانجام دیتے رہیں"۔

دعوتِ فکر

تین آیات کا جو خلاصہ نقل ہوا وہ ہمارے لیے ایک طرح کی دعوت فکر ہے۔ دیکھیں اللہ کی کتاب آئی ہی اس لیے ہے کہ لوگ اس پر غور کریں، اس کے اوامر کو مانیں، نواہی سے بچیں۔ اور ماضی کے حالات و واقعات جو اس نے نقل کئے انہیں بطور آئینہ سامنے رکھ کر سوچیں کہ کہیں ہم ان قوموں کے طرز عمل پر تو نہیں چل رہے جو خدا کے قہر کا شکار ہوئیں؟

ہماری حالت

قرآن کہتا ہے کہ وہ لوگ "ما انزل اللہ" ماننے کے مدعی تھے لیکن فیصلوں کے لیے "طاغوت" کی طرف رجوع کرتے۔

کیا ہماری اجتماعی و انفرادی زندگی کا ایک ایک شعبہ اس دو عملی کا غماز نہیں؟ کیا خدا، رسول، اسلام اور قرآن کا نام لینے کے باوصف ہم رواج، بدعات اور اغیار کے قانونی ضوابط کے مطابق زندگی نہیں گزار رہے؟

کہیں ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے ارشادات و فرامین سے تغافل و اعراض کے مرض کا شکار تو نہیں؟ کیا ہم مصائب و مشکلات کے وقت ہنڈیا کی طرح وقتی ابال میں "خدا خدا" نہیں کرتے لیکن جب وقت ٹل گیا تو پھر وہی ڈھاک کے تین پات نہیں ہوتے؟

میرا خیال یہ ہے اور آپ اس کی تائید کریں گے کہ ہماری بہت بڑی اکثریت اس اندوہناک اور شرمناک دو عملی کا شکار ہے اور اسلام کے معاملہ میں خلوص و دیانت کی نعمت سے عملاً محرومی عام ہے۔

نتیجہ

واضح ہے کہ وہ تمام نتائج بد جو اس قسم کے حالات کے بعد رونما ہوتے ہیں، ہمارا مقدر بن چکے ہیں — آج مال و دولت میں برکت سے ہم محروم ہیں۔ دلوں کا اطمینان عنقا ہو گیا۔ ظلم، تشدد، جبر، مہنگائی، قتل، اغوا اور ڈاکے ہماری زندگی کا لازمہ بن گئے۔ وغیرہ ذالک۔

اس کا علاج

کیا ہوگا؟ اس کا جواب قرآن نے آگے چل کر خود دیا اور فرمایا :-

"کہ دنیا میں رسول کی آمد اس لیے ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے جو پیغام ہدایت لے کر آتا ہے اس کی اطاعت کی جائے۔ تاہم جب کبھی بتقاضائے بشریت اپنے نفس پر کوئی زیادتی ہو ہی جائے اور گناہ سرزد ہو جائے — تو "رحمت للعالمین" صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ علیا میں حاضر ہو کر معذرت خواہ ہوتے، اللہ سے معافی مانگتے، رسول ان کے لیے خدا سے استغفار کرتا تو اللہ کی ذات کو تواب و رحیم پاتے۔"

لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ آج ایک طرف رسول برحق علیہ السلام کی اس حیثیت کو چیلنج کرنے والے پیدا ہو چکے ہیں۔ اور وہ بدبخت یہ کہتے نہیں چوکتے کہ رسولؐ کی اطاعت فرض نہیں تو دوسری طرف بدعات کو اسلام کا نام دینے والوں کی کمی نہیں اور وہ یوں رسولؐ کے واسطہ سے آئی ہوئی برکات سے محروم ہو جاتے ہیں۔

رہ گیا استغفار اور معافی کا مسئلہ تو عادت یہ بن چکی ہے کہ سر پہ پڑی تو توبہ توبہ اور پھر وہی سرکشی و نافرمانی! ایسے میں سچی توبہ کی اشد ضرورت ہے اور وہ

(باقی ۲۶ پر)

ضلعی امیر التفات فرماویں

پاکستان کے تمام اضلاع کے امیر صاحبان سے استدعا ہے کہ اپنے اپنے ضلع کے قومی وصوبائی اسمبلیوں کے نامزد اراکین کے اسمائے گرامی و مکمل ایڈریس ارسال فرمائیں - جو پاکستان قومی اتحاد کے نامزد کردہ ہیں - اور جو کاغذات نامزدگی داخل کرنے کے بعد جانچ پڑتال کے مراحل سے گذر چکے ہیں - اور اب انتخابی جدوجہد کے فیصلہ کن دور میں داخل ہو چکے ہیں - دفتر کو ان احباب کے اسمائے گرامی اور جن حلقوں سے وہ انتخاب میں حصہ لے رہے ہیں جلد مطلع فرمادیں - دفتر کے ریکارڈ کی تکمیل کے لیے ان اطلاعات کی فوری ضرورت ہے - ایسی تمام اطلاعات ۵ فروری تک دفتر کو موصول ہو جانی لازمی ہیں -

---

امیدوارانِ قومی وصوبائی اسمبلی توجہ فرماویں

کیا آپ نے الیکشن ایجنٹ کی تقرری کی ہے ؟

ہر امیدوار اپنا ایک الیکشن ایجنٹ مقرر کر سکتا ہے - الیکشن ایجنٹ کا نام اس حلقہ کی فہرست رائے دہندگان میں ہونا لازمی ہے جس حلقہ سے امیدوار الیکشن لڑ رہا ہے - الیکشن ایجنٹ قانونی طور پر مجاز ہوگا کہ الیکشن کے ہر معاملہ میں امیدوار کی نمائندگی کرے - امیدوار الیکشن ایجنٹ کو بدل بھی سکتا ہے اور اس کے مرنے پر کسی اور کو تعین بھی کر سکتا ہے - اگر کوئی امیدوار الیکشن ایجنٹ مقرر نہیں کرتا تو وہ اپنا الیکشن ایجنٹ خود ہی تصور کیا جائے گا یعنی وہ خود ہی امیدوار اور خود ہی الیکشن ایجنٹ ہوگا -

سید عطاء الرحمٰن جعفری سیکرٹری مرکزی پارلیمانی بورڈ

امیدوارانِ قومی وصوبائی اسمبلی توجّہ فرمائیں !

قومی اسمبلی کے ہر صاحبِ ثروت امیدوار پانصد روپیہ اور صوبائی اسمبلی کے امیدوار تین صد روپیہ جمعیت کے الیکشن فنڈز کے لیے مرحمت فرما کر دینی حمیت کا ثبوت دیں - الیکشن مہم چلانے کے لیے اس امر کی اشد ضرورت ہے -

(حضرت مولانا) محمد شریف وٹو
نائب امیر مرکزیہ جمعیت علماء اسلام ، چوک رنگ محل لاہور

گاہے گاہے بازخواں

سیاسی رہنماؤں کے لئے صحیح راہِ عمل

حضرت الامام شیخ التفسیر مولانا لاہوری قدس سرہٗ

معزز حضرات! یہ نظریہ بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص میں سیاسی رہنمائی کی قابلیت نہیں پائی جاتی۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی صحیح راہنمائی کے قابل ہو اسے کسی طریقہ سے منتخب کیا جائے۔

لیڈر (راہنما) کے انتخاب کا غلط طریقہ

وہ ہے جو آج کل ہمارے ہاں رائج ہے کہ بعض اوقات امیدوار اپنی برادری کو برادری کا واسطہ دے کر ووٹ لیتا ہے اور برادری اس کی قابلیت اور عدم قابلیت کو نہیں دیکھتی۔ بلکہ وہ لوگ اس بنا پر ووٹ دیتے ہیں کہ یہ ہمارا بھائی ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ امیدوار روپیہ خرچ کرکے ووٹ خرید لیتا ہے۔ ووٹ کی قیمت بعض دفعہ ایک دو وقت کا پرتکلف لذیذ کھانا ہی ہوتا ہے۔ بعض دفعہ علاوہ کھانے کے نقد روپیہ بھی دینا پڑتا ہے اس روپیہ کی مقدار ووٹ بیچنے والے کی حیثیت پر ہوتی ہے۔ بعض اوقات پانچ دس روپے، بعض اوقات ۴۰/۵۰ روپے، بعض اوقات دو چار سو روپیہ۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔ علاوہ اس کے امیدوار کے خرچ پر مختلف اوقات میں جلسے کرائے جاتے ہیں۔ اور جلسہ کی آرائش کا سارا سامان امیدوار کی گرہ سے ہوتا ہے۔ اس غلط طریقۂ انتخاب سے مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ بھی ضائع ہو جاتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ قابل آدمی بھی منتخب ہو کر سیاسی پلیٹ فارم پر نہیں آتے۔ ایسے لیڈر اپنی ناقابلیت کے باعث مسلمانوں کے حق میں بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوتے ہیں۔

غلط طریقۂ انتخاب کے نقصانات

۱۔ روپیہ برباد (۲) وقت ضائع (۳) ووٹروں میں باہمی منافرت (۴) اپنے مدِمقابل کے امیدوار کو نااہل ثابت کرنے کے لیے اس کی عیب چینی (۵) سب سے بڑھ کر بری یہ چیز ہے کہ ایسے امیدواروں کی اللہ تعالیٰ کوئی مدد نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں کوئی عہدہ مانگ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد چھوڑ دیتا ہے۔

غور کرنے کا مقام

ہے کہ جس لیڈر کی حمایت اور اعانت اللہ تعالیٰ چھوڑ دے وہ ہمارے لیے کس طرح مفید ہو سکتا ہے؟

برادران اسلام! حاصل میری عرضداشت کا یہ ہے کہ لوکل بورڈوں، میونسپل کمیٹیوں یا اسمبلیوں کے لیے ممبر منتخب کرنے کا جو طریقہ رائج الوقت ہے وہ خلافِ شرع، غیر موزوں، غیر مفید اور بالکل غلط ہے۔

انتخاب کا صحیح طریقہ

آئیے۔ سیاسی راہنما کے انتخاب کے لیے شاہنشاہِ حقیقی عزّ اسمہٗ وجلّ مجدہٗ کے فرمان واجب الاذعان یعنی قرآن مجید سے دریافت کریں۔ جو طریقہ ہمیں قرآن مجید سمجھائے وہی اصلی صحیح، سچا اور انصاف پر مبنی ہوگا۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا۔

بنی اسرائیل کو ایک سیاسی راہنما کی ضرورت ہے

قولہ تعالیٰ: اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۔

ترجمہ: آپ نے موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کی ایک جماعت نہیں دیکھی۔ جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دے تاکہ ہم اللہ کی راہ میں لڑیں۔

حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ سیاسی راہنما خود اپنے آپ کو پیش نہیں کیا کرتا بلکہ قوم اسے انتخاب کرتی ہے۔

قوم کے نمائندہ (نبی) کا راہنما کو انتخاب کرنا

قولہ تعالیٰ: وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۔

ترجمہ: "ان کے نبی نے ان سے کہا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔"

حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ ساری قوم مل کر یا قوم کی نمائندہ جماعت سیاسی راہنما کا انتخاب کرے۔

سرمایہ داروں کا اعتراض کہ غیر سرمایہ دار لیڈر نہیں ہو سکتا

قولہ تعالیٰ: قَالُوْٓا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۔

ترجمہ۔ انہوں نے کہا۔ یہ ہم پر بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سے تو ہم سلطنت کے زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ اسے مال میں وسعت نہیں دی گئی۔ (یعنی دولت مند نہیں ہیں)

حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ سرمایہ داروں کی نظر میں راہنما کے لیے قابلیت کوئی شرط نہیں ہے۔ ان کے ہاں لیڈر کے لیے سرمایہ دار ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ آج کل بھی سرمایہ داروں کا یہی نظریہ ہے۔

راہنما کے لیے قابلیت شرط ہے نہ کہ سرمایہ داری

قولہ تعالیٰ: قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۔

ترجمہ: (نبی نے) کہا تحقیق اللہ نے اسے (طالوت کو) ہی تم پر چن لیا ہے۔ اللہ نے اسے عقل اور بدن میں کشائش دی ہے۔

حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ نبی نے فرمایا کہ طالوت اگرچہ غریب ہے مگر تمہارا بادشاہ یہی رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے تم سے زیادہ عقل عطا فرمائی ہے۔ اور ایک قوی ہیکل (بہادر) جوان ہے۔ یعنی راہنما کے لیے سب سے زیادہ عقلمند، ہوشیار، معاملہ فہم، مآل اندیش ہونا ضروری ہے اس کے بعد وہ بہادر ہونا چاہیے کہ جس بات کو صحیح سمجھ لے پھر خداداد جرأت اور شجاعت کے سبب سے کوہِ وقار ہو کر ڈٹ کر میدان میں کھڑا ہو جائے۔ باطل کے لشکر اس کے مقابلہ میں آئیں اور اس کی قوتِ ارادی کے مضبوط پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں اور آخری فتح کا سہرا اللہ تعالیٰ اس کے سر بندھوائیں۔ ذالک ھو الفوز العظیم۔

مشورہ

معزز حضرات! قرآن مجید کی مذکورۃ الصدر ہدایات کے مطابق لوکل بورڈوں، میونسپل کمیٹیوں، اسمبلیوں علیٰ ہذا القیاس دوسرے موقعوں پر اپنے نمائندے اور راہنما ایسے انتخاب کریں۔ جو اعلیٰ درجہ کے عقلمند، معاملہ فہم، مآل اندیش، شطرنج سیاست کے کھلاڑی، اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کو سمجھنے والے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی وہ دلیر بہادر شمع اسلام کے جانباز سپاہی، ناموس نبوی کے جاں نثار فدائی ہوں۔ پھر دیکھیے اسلام کا بول بالا ہوتا ہے کہ نہیں۔

سیاسی راہنماؤں کے لیے راہِ عمل

قولہ تعالیٰ: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ .... تا .... وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۔

(پ ۲۸ سورۃ مجادلہ ع ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب ایک دوسرے سے کان میں بات کرو (یعنی الگ ہو کر بیٹھو) تو گناہ اور

(باقی ۱۸ پر)

دعوتِ ایمان — اور — پیغامِ انسانیت

صحابۂ کرامؓ حالات کے سامنے سپر انداز نہیں ہوتے تھے

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس طرح اشیاء میں خاصیتیں پیدا کی ہیں اور وہ ہزاروں بلکہ شاید لاکھوں برسوں سے چلی آرہی ہیں زمانے میں کتنے انقلابات آگئے۔ سلطنتوں کے چراغ گل ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ ایک زمانے میں خلیج عرب کا کوئی وجود نہ تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کبھی شام اور "برصغیر" کی سرحد ایک تھی۔ مصر اور "برصغیر" کی تہذیب میں جو مماثلت پائی جاتی ہے۔ ان کے عقائد میں بلکہ مزاج تک میں جو اشتراک ہے۔ اس سے لوگوں نے اندازہ کیا ہے کہ کسی زمانے میں مصر اور ہندوستان قریب تھے اور یہ ایک تختہ تھا۔ جو یہاں سے وہاں تک چلا گیا تھا یہ سب انقلابات ہوئے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالےٰ نے اشیاء میں جو خصوصیات رکھی تھیں۔ وہ آج تک چلی آرہی ہیں۔ پانی آگ بجھاتا ہے۔ سنکھیا اور زہر کی جتنی قسمیں ہیں وہ کام تمام کر دیتی ہیں۔ سردی گرمی کے وہی اوصاف ہیں اور انسانوں کو کھانے کی ضرورت ہزاروں لاکھوں برسوں سے ہے۔ غلہ ہمیشہ سے پایا جاتا ہے۔ انسان کے لئے اس کے ماحول میں جو چیزیں رکھ دی گئی ہیں۔ ان سے اس کا تعلق بہت قدیم ہے۔ اسی طرح سے اللہ تعالےٰ نے اخلاق میں اعمال میں اور معنویات میں تاثیر رکھی ہے۔ ایمان میں اس نے جو اپنے تعلق کی صفت رکھی ہے۔ اپنی یاد میں اپنے ذکر میں اور اپنی عبادت میں، توجہ میں جو خصوصیت رکھی ہے وہ لاکھوں برس سے ہے۔ اور اگر ابھی دنیا کے مقدر میں ہزاروں برس باقی رہنا ہے تو یہ خاصیت رہے گی۔

تاریخ کی کسی ایک شہادت سے نہیں معلوم ہوتا کہ ان اخلاق، اعمال اور عقائد کی خاصیت کسی زمانے میں کچھ اور تھی۔ تاریخ تو کیا بتاتی۔ کوئی صحیفۂ آسمانی بتاتا کہ توحید میں جو خاصیت ہے وہ کبھی شرک میں تھی جو نیک اعمال میں خاصیت ہے کبھی بد اعمالی میں تھی۔ جو ہمدردی میں خاصیت ہے وہ کبھی بے دردی میں تھی۔ جو عدل میں خاصیت ہے وہ کبھی ظلم میں تھی کوئی آسمانی صحیفہ یہ نہیں بتاتا۔ توریت ہو۔ انجیل ہو۔ صحفِ ابراہیم ہوں۔ زبور ہو اور پھر آخری صحیفہ قرآن مجید ہو۔ سب یہی بتاتے ہیں کہ ایمان میں، توحید میں، نیک اعمال میں، عبادات میں، عدل میں، انصاف میں، ہمدردی میں، محبت میں یہ اثر ہے۔ جب یہ حقیر اشیاء جو انگلیوں سے مسلی جا سکتی ہیں پیروں سے روندی جا سکتی ہیں۔ جنہیں استعمال کر کے انسان نہایت خراب حالت میں پہنچا سکتا ہے۔ جن کو جانور چر جاتے ہیں۔ کھا جاتے ہیں۔ جن کو پانی بہائے جاتا ہے۔ ان میں یہ خاصیت ہے تو وہ چیزیں جو خدا سے اور اس کی ذاتِ عالی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں یہ خاصیت کیوں نہ ہو گی۔

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارے اور آپ کے لئے دنیا میں نجات کا، عزت کا اور حفاظت کا راستہ اس کے سوا نہیں ہے کہ ہم خدا کے پیغمبروں کی تعلیمات پر چلیں اور اپنے اندر وہ صفات پیدا کریں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "بیشک ہمارا ہی لشکر غالب آنے والا ہے"۔ "ہمارے ہی لشکر کی مدد کی جائے گی"۔ وہ اخلاق پیدا کریں جو دلوں کو کھینچتے ہیں جو دشمنوں کو دوست بناتے ہیں۔ جو پتھر کو موم بناتے ہیں۔

جو زہر ہلاہل کو کوثر بنا دیتے ہیں جو تلخ کو شیریں کر دیتے ہیں۔ ہمارے اندر بھی ہمدردی پیدا ہو۔ بے لوث خدمت کا جذبہ پیدا ہو۔ ہمارے اندر درد پیدا ہو کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہم اپنے اندر سے حسد کو نکال دیں۔ کینہ کو نکال دیں خودغرضی کو نکال دیں۔ ہماری سطح بلند ہو جائے۔ ہم مال و دولت کے پرستار نہ ہوں۔ ہم نوکریوں اور اسامیوں کے عبادت گذار نہ ہوں۔ ہم عروج و اقبال۔ طاقت و دبدبہ اور اقتدار کے پجاری اور غلام نہ ہوں۔ ہم ابن الوقت اور موقع پرست نہ ہوں۔ ہم پیسہ پر جان دیتے اور جان لیتے نہ ہوں یہ اخلاق اگر ہم پیدا کر لیں تو سارے عالم کی کیفیت بدل جائے گی اور ہم خدا کے محبوب بن جائیں گے اور پھر آسمان سے صدا آئے گی کہ مجھے اپنے فلاں بندے سے محبت ہے۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ اس سے بڑھ کر کوئی تسخیر، اس سے بڑھ کر کوئی تدبیر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اولیاء اللہ تک اور اولیائے اللہ سے لے کر عام مسلمانوں تک نہ کبھی تھی اور نہ کبھی ہو گی۔ کوئی سیاسی رہنما۔ کوئی دنیا کا فلسفی و دانشور آپ کو اس سے بہتر مشورہ نہیں دے سکتا۔ اور کسی کے مشورے سے آپ کو وہ فائدہ نہیں ہو سکتا جو آپ کو خدا کے پیغمبروں کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے سے ہے یہ عالم بہت وسیع ہے۔ آپ ایک شہر کی، ایک محلہ کی بھی اکائیوں کو نہیں سمیٹ سکتے۔ اس کثرت میں اگر آپ وحدت پیدا کریں۔ اس کثرت میں اگر اس ذات واحد سے آپ کا تعلق پیدا ہو جائے اور اس کو آپ اپنا بنا لیں تو پھر سارا عالم آپ کا بن جائے گا صفات میں جب تک تغیر نہ ہو گا آپ اپنی صفات میں تغیر پیدا کیجئے۔ دوسروں کی صفات کا تغیر اس کا تابع ہے دوسروں کی صفات میں تغیر کے پیچھے پڑنا اور اپنی صفات سے غافل ہونا، یہ نادانی ہے۔ اپنے اندر اپنی صفات میں اور اپنے جذبات میں تغیر پیدا کیجئے۔ اپنی افادیت ثابت کیجئے اور اس لئے ثابت نہ کیجئے کہ آپ کو فائدہ ہو بلکہ آپ مجسم افادیت بن جائیے ثابت کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ثابت کرنا بھی ایک طرح کا تصنع ہے۔
نہیں، آپ مفید بن جائیے۔ یہ نہ دیکھئے کہ دوسروں

عقائد، اخلاق
اور اعمال کی
خاصیت ہر زمانے
میں ایک رہی ہے

نے آپ کو مفید مانا یا نہیں۔ پانی کب کہتا ہے کہ میں پیاس بجھاتا ہوں۔ کیا آپ نے کبھی سنا ہے؟ پانی کے وکیل آئے ہوں، پانی کے مبلغ آئے ہوں، پانی کے سفیر آئے ہوں کہ پانی یہ کہتا ہے کہ میں بہت کام کی چیز ہوں، مجھے پینا چاہیئے۔ مجھ سے پیاس بجھتی ہے۔ آگ نے کبھی کہا تھا یا اپنا سفیر بھیجا تھا کہ میں کھانا پکاتی ہوں میں بہت کام نکالتی ہوں۔ سب بے زبان چیزیں ہیں۔ یہ نہ کبھی بولی ہیں اور نہ بولیں گی مگر ان کی افادیت مسلّم ہے۔ ساری دنیا ان کی پابند اور محتاج ہے۔ ایسے ہی مسلمان دنیا میں محبوب بن کر رہنا چاہتے ہیں۔ تو اپنی صفات میں تغیر پیدا کریں۔ تمام سیرت کی کتابیں اور تاریخ کی کتابیں اس کے دلائل سے بھری ہوئی ہیں۔ آپ نے بارہا یہ ایمان افروز واقعات سنے ہیں۔ صرف دو واقعات عرض کرتا ہوں۔

ایک واقعہ تو دجلہ والا ہے۔ جب مسلمان مدائن فتح کرنے کے لئے دجلہ کے قریب پہنچے۔ تو مدائن کا شہر سامنے تھا۔ لیکن پل توڑ دیئے گئے تھے، کشتیاں وہاں سے ہٹا دی گئی تھیں۔ مسلمانوں کیلئے اس کے پار کرنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ آپ کو معلوم ہے کہ جزیرۃ العرب کے رہنے والے عرب دنیا میں گھوڑے کے سب سے بڑے شہسوار تھے۔ لیکن پانی سے ان کا واسطہ کبھی نہیں پڑا تھا۔ یہ تیرنا کیا جانیں اور سمندر بھی ہر جگہ نہیں ہے۔ صرف ساحل عرب پر

صفات میں جب تک تغیّر نہ ہوگا، حالات میں تغیّر نہ آئے گا۔

ہے جو اس کے قریب رہتے ہیں اور وہ بھی اکثر کشتیوں پر بیٹھنے کے عادی ہوا کرتے ہیں۔ عام طور پر تو عرب کچھ بھی جانتے ہوں لیکن پیراکی سے ناواقف تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ دجلہ اپنی تمام دلفریبیوں کے ساتھ سامنے ہے مگر اس میں جایا کیسے جائے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں لشکر چند منٹ کے لئے روکا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا کہ کیا کرنا چاہئے انہوں نے کہا "ایہا الامیر" اے امیر! میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے۔ ان ھذا الدین لجدید۔ یہ دین ابھی تازہ ہے۔ اسے ابھی دنیا میں آئے کتنے دن ہوئے ہیں۔ اور اس کے نمائندے ڈوب جائیں؟ مگر اتنی بات ضرور ہے کہ کہیں لشکر میں گناہ تو عام نہیں ہو گئے ہیں۔ لشکر میں گناہ کا رواج تو نہیں ہوگیا ہے۔ بس انہوں نے یہ کہا اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے لشکر پر ایک نگاہ ڈالی اور کہا بسم اللہ چلو۔ سب نے دریا میں گھوڑے ڈال دیئے اور نہایت اطمینان سے باتیں کرتے ہوئے چلنے لگے۔ کسی صحابی کا ایک برتن گر گیا۔ لوگوں نے انہیں طعنے دیئے کہ آپ کا برتن گر گیا انہوں نے کہا جائے گا کہاں؟ اس کی مجال کیا ہے۔ ایک لہر آئی اور برتن بہتا ہوا ان کے پاس آگیا۔ انہوں نے اسے اٹھا لیا۔

ان کے اطمینان کی اس وقت یہ حالت تھی لکھا ہے کہ اس طرح باتیں کر رہے تھے گویا کہ خشکی پر چل رہے ہوں جب ایرانیوں نے یہ منظر دیکھا تو کہا دیو آ رہے ہیں دیو آ رہے ہیں۔

دوسرا واقعہ حضرت عقبہ بن نافع کا ہے جب وہ قیروان گئے۔ اور وہاں چھاؤنی ڈالنے کا ارادہ کیا کہ وہاں سے بیٹھ کر سارے شمالی و مغربی افریقہ کو فتح کریں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ جگہ مناسب نہیں ہے۔ یہاں شیر، چیتے، بھیڑیئے بہت ہیں آپ یہاں چھاؤنی نہ جمائیں۔ معقول بات تھی اور معمولی بات تھی اللہ کی بڑی زمین پڑی ہوئی تھی۔ صحابہ کرامؓ کا ذہن ہی اور تھا۔ وہ حالات کے سامنے سپر انداز نہیں ہوتے تھے۔ حالات کو اپنے موافق بناتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم جو اللہ کا پیغام لے کر آئے ہیں وہ تو چلے جائیں اور یہ شیر اور چیتے رہیں؟ رہنا تو اُسے چاہئے جس کی ضرورت ہو۔ اس لئے یہ تو اچھی بات ہوئی کہ ہم کہیں بھائی یہ جگہ مناسب نہیں ہے آگے چلو۔ شیر کون سا مفید کام کر رہے ہیں۔ یہ کون سے اللہ کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ یہ بھیڑیئے کون سے مفید ہیں اس لئے ہم نہیں جائیں گے۔ ان کو جانا چاہئے۔ یہ کہہ کر انہوں نے ایک آدمی کو بلایا اور کہا دیکھو اعلان کر دو۔ کہ اے شیرو! اور اے چیتو؟ اے بھیڑیو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں۔ ہم یہاں چھاؤنی جمانا چاہتے ہیں ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کا پیغام پہنچانا چاہتے ہیں۔ اور اللہ کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جس کو اپنی جان پیاری ہو۔ فلاں وقت تک مہلت ہے۔ چلے جاؤ اور اگر کوئی رہے گا اس کی جان کی خیر نہیں لوگوں نے کہا۔ واللہ العظیم ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ چیتا بھاگا چلا جا رہا ہے۔ اور اس کی مادہ اپنے بچے کو گود میں لئے ہوئے ہے اور تھوڑی دیر میں میدان صاف۔ یہ تھا ان کا طریقہ۔

انہوں نے ایک بار خدا کے حکم سے تغیّر پیدا کیا۔ اور اس کے بعد اس پر ثابت قدم رہے ان کا یہ طرزِ عمل نہیں تھا کہ حالات کا تقاضا یوں ہے تو یوں ہو جاؤ۔ پھر تقاضا یوں ہو تو یوں ہو جاؤ۔

کسی زمانے میں مصر اور ہندوستان قریب تھے۔ اور یہ ایک تختہ زمین تھا جو یہاں سے وہاں تک چلا گیا تھا

محمد شفیع عمر الدین (میرپور خاص سندھ)

(قسط نمبر ۱)

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کی

مستورات کیلئے ضروری نصیحتیں :

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :- یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الممتحنۃ - آیت ۱۲)

ترجمہ :- اے نبیؐ ، جب آپ کے پاس - ایمان والی عورتیں اس بات پر بیعت کرنے آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی ، اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی ، اور نہ بہتان کی اولاد لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (نطفۂ شوہر سے جنی ہوئی) بنالیں ، اور نہ کسی نیک بات میں آپ کی نافرمانی کریں گی ۔ تو ان کی بیعت قبول کر - اور ان کے لئے اللہ سے بخشش مانگ - بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

یہ آیت کریمہ مکہ مکرمہ کے فتح ہونے کے دن نازل ہوئی ہے جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے ، تو عورتوں سے بیعت لینی شروع فرمائی ۔

آپؐ نے عورتوں کو صرف قول ہی سے بیعت فرمایا ہے عورتوں کو بیعت کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک عورتوں کے ہاتھ تک نہیں پہنچا ہے (بلکہ ان سے صرف بیعت کا زبانی قول لیا گیا ہے) چونکہ عورتوں میں برائیاں اور برے اخلاق مردوں کی نسبت زیادہ ہوتے ہیں ، اس لئے ان کو بیعت کرتے وقت مردوں کی بیعت سے ان کے لئے زیادہ شرطیں بتائی گئی ہیں - اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کرنے کی غرض سے عورتوں کو بیعت کرتے وقت ان برائیوں اور گندی باتوں کی ممانعت کی گئی ہے

شرط اول یہ ہے کہ کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ "وجوب" میں ۔ نہ "وجود" میں اور نہ استحقاقِ عبادت میں کرنا چاہیئے ۔

جس شخص کے اعمال ریا ، دکھاوے ، سنانے اور حق تعالیٰ کے سوا غیر سے اجر طلب کرنے کے گمان سے پاک نہ ہوں ۔ اگرچہ وہ قول یا ذکر جمیل میں سے ہوں ۔ پھر وہ شخص شرک کے دائرے سے پاک نہیں ہے اور نہ ہی وہ موحد اور مخلص ہے ۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

اَلشِّرْكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَخْفٰی مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ الَّتِیْ تَدُبُّ فِیْ لَیْلَةٍ مُظْلِمَةٍ عَلٰی صَخْرَةٍ سَوْدَاءَ ۔

ترجمہ :- شرک میری امت میں اس چیونٹی کی رفتار سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے ، جو کالی رات میں کالے پتھر پر چلتی ہے ۔

بیت ؎

لاف بے شرکی مزن کاں از نشان پائے مور
در شب تاریک بر سنگ سیاہ پنہاں است

یعنی اپنے شرک سے پاک ہونے کی لاف نہ مارو ۔ کیونکہ یہ اندھیری رات میں ۔ سیاہ پتھر پر جو چیونٹی چلتی ہے ۔ اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے ۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِتَّقُوا الشِّرْكَ الْاَصْغَرَ چھوٹے شرک سے بچو ۔

قَالُوْا مَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ ؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت فرمایا کہ چھوٹا شرک کیا ہے ؟ حضرت رسول کریم صلی اللہ نے فرمایا اَلرِّیَا ۔ وہ ریا ہے ۔

شرک کی رسموں اور کفر کے دنوں کی تعظیم کرنا ۔ ان سب باتوں کا شرک میں راسخ قدم ہے اور دونوں دینوں (اسلام وکفر) کی تصدیق کرنے والا مشرکوں میں سے ہے ۔ اور احکام اسلام و کفر "کو پکڑنے والا بھی مشرک ہے ۔ کفر سے بیزار ہونا اسلام کی شرط ہے اور شائبۂ شرک سے بیزاری اختیار کرنا توحید کی شرط ہے ۔

مرض اور دکھ درد کے لئے بتوں اور طاغوتوں سے استمداد

(مدد مانگنا) عین شرک وضلال (گمراہی) ہے۔ ایسی استمداد جاہل مسلمانوں میں شائع ہو گئی ہے۔ اپنی حاجتوں کا اپنے ہاتھوں سے گھڑے ہوئے یا ان گھڑے ہوئے پتھروں سے طلب کرانا عین کفر اور واجب الوجود اللہ تعالیٰ کا انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض گمراہوں کی شکایت یوں فرمائی ہے۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ ط وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۔ (النساء - آیت - ۶۰)

ترجمہ:- وہ چاہتے ہیں کہ اپنا فیصلہ شیطان سے کرائیں۔ حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اسے نہ مانیں۔ اور شیطان تو چاہتا ہے کہ بہکا کر دور جا ڈالے۔

کمال جہالت کی وجہ سے، جو عورتوں میں ہے، اکثر عورتیں ایسی "استمدادِ ممنوع" (شرعاً منع کی ہوئی مدد مانگنے میں) مبتلا ہیں۔ اور ان بے مسمّی (بے معنی) ناموں کے ذریعہ سے تکلیفوں اور مصیبتوں کو دور کرنے کی طلب کرتی ہیں۔ اور شرک کی اور مشرکوں کی رسمیں بجا لانے میں گرفتار ہیں۔ اور نیک و بد عورتوں میں یہ بات اس وقت خصوصاً ظاہر و محسوس ہوتی ہے، جب مرض جدری (چیچک یا ماتا) جو ہندی میں سیتلا کے نام سے معروف ہے، ظاہر ہوتا ہے ایسی عورتیں کم ہوں گی جو اس شرک کی باریکیوں سے خالی ہوں اور رسمی طور پر ان رسموں میں قدم نہ رکھتی ہوں۔ بجز ان کے جن کو اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

ہندوؤں کے بڑے دنوں کی تعظیم کرنے، اور ان دنوں میں ان کی مشہور رسموں کو بجا لانے میں بھی شرک لازم آتا ہے۔ اور کفر واجب ہوتا ہے۔ چنانچہ کفار کی دیوالی کے دنوں میں جاہل مسلمان، خصوصاً ان کی عورتیں کافروں کی رسمیں بجا لاتی ہیں۔ اور اپنی عید (کی طرح) مناتی ہیں اور مشرکوں کی مانند کافروں کے ہدیوں کی طرح اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے گھروں میں ہدیئے بھیجتی ہیں۔ اور اس موسم میں کافروں کی طرح اپنے برتنوں کو رنگ کرتی ہیں۔ اور ان میں سرخ چاول بھر کر بھیجتی ہیں۔ اور اس موسم کا اعتبار اور اس کی شان مناتی ہیں یہ سب کچھ شرک ہے اور دین اسلام میں کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ ۔ (یوسف - آیت ۱۰۶)

ترجمہ:- اور ان میں اکثر ایسے بھی ہیں جو اللہ کو مانتے بھی ہیں، اور شرک بھی کرتے ہیں۔

اور حیوانوں کو بزرگوں کی نظر کرتے ہیں اور ان کی قبروں کے سرہانے ان حیوانوں کو ذبح کرتے ہیں۔ فقہ کی روایتوں میں اس عمل کو بھی شرک میں داخل کیا گیا ہے۔ اس بارے میں بہت مبالغہ دکھایا گیا ہے۔ ایسے ذبح کو جنوں کے ذبائح سے بتایا گیا ہے جو شریعت میں منع ہے۔ اور شرک کے دائرے میں داخل ہے اس عمل سے اجتناب کریں، کیونکہ اس کا شرک کا شائبہ ہے۔ اور "وجوہ نذر" بہت ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ "ذبح حیوانی" کی نذر مانیں؟ اور ایسے ذبائح سے ملائیں؟ اور جنوں کے پوجاریوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں۔

اور اس طرح "صیام نساء" (عورتوں کے روزے) ہیں۔ وہ پیروں اور بی بیوں کی نیت سے روزے رکھتی ہیں۔ اور ان کے نام اکثر اپنے پاس سے گھڑتے ہیں۔ اور روزوں کی ان ناموں سے نیت کرتی ہیں۔ اور افطار کے وقت ہر روزہ کے لئے خاص طعام کا مخصوص وضع سے تعین کرتی ہیں۔ اور روزوں کے دنوں کا بھی تعین کرتی ہیں۔ اور اپنے مطلبوں اور مقصدوں کو ان روزوں کے ساتھ مربوط کرتی ہیں۔ اور ان روزوں کے وسیلے سے ان (پیروں اور بی بیوں) سے اپنی حاجتیں مانگتی ہیں۔ اور اپنی حاجتوں کا پورا ہونا ان سے جانتی ہیں۔ یہ عبادت کے توسل سے غیر اللہ سے اپنی حاجتوں کا مانگنا ہے۔ اس فعل کی برائی کو اچھی طرح جان لینا چاہیئے چونکہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ -

ترجمہ:- روزہ صرف میرے لئے ہے (بندہ میری خوشنودی کے لئے رکھتا ہے) اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

یعنی روزہ میرے ہی لئے مخصوص ہے۔ اور میرے سوا میری روزہ کی عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی شرکت جائز نہیں، لیکن روزہ میں یہ تخصیص اس عبادت کے اہتمام کے لئے ہے۔ اس تاکید کے ساتھ اس عبادت میں شریک کی نفی کرنا مقصود ہے۔ اس فعل کی برائی سنتے وقت ان میں بعض عورتوں کا باطل (بیہودہ) حیلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ روزے تو خدا تعالیٰ کے لئے رکھتی ہیں۔ اور ان کا ثواب پیروں کو بخشتی ہیں۔ اگر وہ اس معاملہ میں سچی ہیں، تو ان روزوں کے دنوں کا تعین کیوں درکار ہے۔ اور "تخصیص طعام" اور تعین کیوں درکار ہے۔ اور تخصیص طعام اور تعین اوضاع شنیعۂ مختلفہ (مختلف بری وضعوں کا تعین) کس لئے کیا جاتا ہے؟ اکثر ایسا

ہوتا ہے کہ افطار کے وقت محرمات کا ارتکاب کرتی ہیں۔ اور حرام سے افطار کرتی ہیں۔ (یعنی روزہ افطار کرنے کے لئے دوسروں سے) بلا ضرورت سوال و گدائی کرتی ہیں۔ اور اس سے افطار کرتی ہیں۔ اس حرام امر کے ارتکاب میں اپنی حاجت کا پورا ہونا مخصوص سمجھتی ہیں۔ یہ عین ضلالت (گمراہی) ہے۔ اور شیطان لعین کا دھوکا ہے۔ اللہ تعالٰے بچانے والا ہے ۞ (باقی آئندہ)

بقیہ: گاہے گاہے ...

زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کی بات نہ کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کی باتیں کرو اور خدا سے ڈرو جس کی طرف جمع کئے جاؤ گے"۔

حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کے سیاسی راہنما آزاد نہیں ہیں کہ جو چاہیں فیصلہ کریں، جدھر چاہیں ووٹ دیں۔ بلکہ وہ اس امر کے پابند ہیں کہ کوئی ایسا فیصلہ نہ ہو جس میں گناہ ہو یا اللہ تعالٰے کے قانون کی حدود سے تجاوز ہو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہو۔ ان کا فرض ہے کہ ایسے فیصلے کریں جن میں نیکی اور پرہیزگاری پائی جائے۔ جس خدا تعالٰے نے انہیں یہ عزت کا مرتبہ عطا فرمایا ہے اس سے ڈرتے رہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وخاتم النبیین۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

اقوال حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

★ مومن کے لیے اتنا علم کافی ہے کہ وہ خدائے ذوالجلال سے ڈرتا رہے۔

★ علم بغیر عمل بیکار ہے اور عمل بغیر علم بیمار ہے۔

★ میری نصیحت قبول کرنے والا دل موت سے زیادہ کسی کو محبوب نہ رکھے۔

مرسلہ: رستم علی ناصر، رتہ ٹبہ بنگلہ

اسلامی کردار

عبرت صدیقی
بریلوی

تاریخ ایک دلچسپ فن، تجربہ خیز اور نصیحت آمیز ہونے کے علاوہ قوموں کے عروج و زوال کا آئینہ ہے۔ اس کا ہر ورق اسلاف کے جانبازانہ کردار، فراخدلانہ و فیاضانہ طرزِ عمل کا روشن منارہ ہونے کے ساتھ ساتھ غلط کاری، عیش پسندی، ظلم و تشدد، خود پسندی کے تباہ کن اثرات کا عبرت آموز درس بھی ہے جس کا مطالعہ آنے والی نسلوں کے لئے مرتب شدہ عملی پروگرام ہے۔ مگر غیر ذمہ دار مورخین نے اس کارآمد اور مفید "علم" کو نفرت و تعصب کے دہکتے ہوئے خرمن کی نذر کر دیا۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمانوں کے اہم کارنامے، انسانیت نوازی، عدل پروری، مساوات اور ایثار محض توسیع اشاعتِ دین کے لئے وقف تھے۔ ان میں ہوسِ ملک گیری، اقتدار پسندی، حرص و طمع، خود غرضی کا شائبہ نہ تھا۔ لیکن مسلمانوں کی ابھرتی ہوئی طاقت اور بہترین امن نواز اصولوں کو متعصب اقوام نے اس گھناؤنے طریقے سے منضبط کیا ہے۔ کہ ہر ایک خالی الذہن منکسر اور سلیم المزاج مورخ اس مضحکہ خیز اور محض بہتان طرازی سے تعبیر کرنے پر مجبور ہوئے۔ ع

حقیقت خود کو منوا لیتی ہے، منوائی نہیں جاتی

موجودہ دور کے منصف مزاج مورخ واقعات کی چھان بین کر کے صحیح انداز میں بے لاگ طریقہ پیش کر رہے ہیں۔ انھوں نے للٰہی بغض و حسد سے اپنے دامن بصیرت و علم کو پاک رکھا ہے جہاں تک تحقیق و تلاش اور معلومات کا تعلق ہے۔ اس ضمن میں ان کا رویہ کسی طرح معاندانہ اور منافقانہ نہیں۔ نہ وہ اپنے پاکیزہ علمی نظریہ کو ملوث کرنے کے خواہشمند اور نہ ہی صداقت کے دامن کو چھوڑنا چاہتے ہیں۔ تعصب کی عینک لگا کر نفرت کا صور پھونکنے والے پہلے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ آسمان کا تھوکا گریبان کو آتا ہے۔ اپنے بہیمانہ طرزِ عمل جس کی تاریخ شاہد ہے، پر پردہ ڈال کر دوسروں کی عیب چینی کرنے والے آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ کہ سلطان محمود کو تاریخ میں محض ذاتی مفاد کی غرض سے کس قدر بدنام کیا گیا ہے۔ مگر اس کی وجہ کیا ہے، صرف "لڑاؤ اور حکومت کرو"۔

محمود غزنوی جس نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے۔ یہ ایک پرجوش، امن پسند مسلمان تھا۔ جو اپنے مذہب پر پورا عقیدہ رکھتا تھا۔ وہ لڑائی شروع کرنے پر پہلے اپنے خدا کے دربار میں نماز پڑھ کر گڑگڑاتا اور نہایت عاجزانہ انداز میں نصرت کے لئے دعائیں کیا کرتا تھا اور سخت آزمائش کے موقع پر اس پر بھی قطعی اعتبار رکھتا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں مومنوں کی فتح اور کامرانی کی بشارت دی ہے۔ اور اس کا یہ اعتقاد رسما" نہیں بلکہ عقیدتاً پیدا ہو گیا تھا۔ ہم خود ایک مومن بڑے سپاہی ایک پختہ کار سپہ سالار، ایک عادل حکمراں اور ناظم کی حیثیت سے اسے خراجِ تحسین پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ محمود ان افراد میں سے ہے جو قدرت کی طرف سے ایک عرصہ کے بعد پیدا ہوا کرتے ہیں۔ اور جن میں غیر معمولی قسم کی خوبیاں اور صلاحیتیں ہوا کرتی ہیں جو دنیا کی تاریخ اور قسمت بدل دیتے ہیں۔ ایک انسان کی حیثیت سے وہ ایک سخت ضبط و نظم اور اعلیٰ کردار کا حامل تھا۔ حملوں میں اس قسم کی مثالیں تو ملتی ہیں کہ شہر لوٹے گئے۔ مندر منہدم ہوئے، لوگ غلام بنا لئے گئے۔ مگر عورتوں کی عصمت ریزی یا ان کے قتل و خون کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ وہ عدل پسند تھا۔ اس لئے ظلم سے نفرت کرتا تھا۔ اگر اس کا لڑکا بھی زنا کا مرتکب ہو جاتا تو اس کو قتل کر دینے کے لئے تیار ہو جاتا۔ وہ ایک اچھا حکمراں بھی تھا اور اچھا ناظم بھی۔ عوام کی بھلائی اور خوشحالی کے لئے برابر کوشاں رہتا۔ محمود نے ہمیشہ اعتدال سے کام لیا۔ دوسرے فاتحین کی طرح ظالمانہ یا قتل کی مثال اس کے عہد میں نہیں ملتی۔

ڈی۔ ڈی، بمبئی یونیورسٹی (انڈیا) از کتاب ہندوستان کے عہد

دشمنی کی ایک جھلک۔

مندرجہ بالا رائے میری نہیں بلکہ ایک صلح پسند عالی ظرف ہندو کی بے لاگ اور غیر متعصبانہ تحقیق کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ یہ اسی قوم کے افراد میں سے ہیں۔ جن پر محمود حملہ آور ہوا۔ اور لوگوں نے مسلمانوں کے حسن سلوک کو جو انہوں نے مفتوحین کے ساتھ ہمیشہ کیا ہے۔ ظالمانہ رنگ میں پیش کر کے لڑوانے کی پالیسی اختیار کی وہ اپنی تاریخ کا خونیں ورق بھی دیکھیں جو مسلمانوں کے لہو سے رنگین ہے۔

حقیقت پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ ایک وقت ضرور ایسا آتا ہے کہ وہ کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ اور غیر فرضی پلندہ کی ساری قلعی کھل جاتی ہے اور لوگ بے تکلف اس پر نکتہ چینی کر کے اس لغو بیانی کی اصلیت اور حقیقت کو پا لیتے ہیں۔ مورخ گبن جو انگلستان کا جید مفکر ہے صاف طور پر بعد تحقیقات رقمطراز ہے۔

"محمود دنیا کے جلیل القدر بادشاہوں میں سے ایک ہے وہ ایک بہادر سپاہی ایک تجربہ کار کمانڈر تھا۔ عدل و انصاف کا علمبردار تھا۔ علماء فضلا کا مربی تھا۔ اور ایک اچھا حکمران تھا جس نے امن و خوشحالی کی کوشش کی اور تعلیم و تجارت کو فروغ دیا۔ وہ ایک انسان کی حیثیت سے قواعد وضوابط کا پابند ہا۔ اور فطری طور پر ظالم نہ تھا، لالچی نہیں تھا بلکہ اعتدال پسند اور فیاض تھا۔ وہ بڑا مذہبی بھی تھا اور اپنے عقائد میں سخت تھا۔ اگر ہم اس نقطۂ نظر سے اس کے کردار میں کوئی داغ دیکھ سکتے ہیں تو یہ کہ اس نے مذہبی تعصب میں ہندوؤں کو مسلمان بنایا اور اس سے قطع نظر کر لیا جائے تو اس مسلمان بادشاہ کا کردار بہت اچھا تو ہے ہی، ناقابل مثال بھی ہے۔

انہوں نے مذہبی تعصب میں ہندوؤں کو مسلمان بنانے کا افسانہ مصلحتاً گھڑ لیا گیا ہے۔ حالانکہ سی۔ وی ویدیہ صاحب کا بیان اس کی تردید میں انہوں نے لکھا ہے۔ مندرجہ بالا سطور میں ناظرین نے ملاحظہ فرما لیا ہوگا۔

عتبیؔ نے ایسی مجلسوں کا ذکر کیا ہے جن میں مناظرے ہوا کرتے تھے۔ محمود ان کی صدارت کیا کرتا تھا اور اس کی موجودگی میں مناظرانہ مباحث میں اعتدال رہتا تھا۔ عتبیؔ نے محض خوشامدانہ نہیں لکھا، بلکہ وہ واقعی غرباء کا بڑا مربی تھا" ایک ادنیٰ اور نادار امیر کے ساتھ برابر کا انصاف کرتا۔ ظلم وستم کا دروازہ بند ہو گیا تھا۔ ترکوں کی فوقیت کی وجہ یہ تھی کہ محمود جیسی شخصیت کا تنزل نہ تھا۔

(از مڈیول ہندو انڈیا جلد ۳ باب ۱۹۔ غزنویوں کے ہاتھوں نجات دالوں کی شکست)

اس کی سلطنت بخارا، سمرقند سے گجرات اور قنوج تک پھیلی ہوئی تھی۔ جس میں افغانستان، ماوراء النہر، خراسان، طبرستان کشمیر اور شمالی مغربی ہند کے سب علاقے شامل تھے۔ بڑا فاتح تھا، مگر بربریت نہ تھی۔ علم و ادب کا دلدادہ تھا، علماء، شعراء، ادبا کی گفتگو غور سے سنتا تھا۔ ایشیا کے ہر حصے سے صاحب علم اس کے پاس پہنچ آئے تھے۔ اور اس کے گرد ادیبوں اور شعراء کا مجمع رہتا تھا۔ سلطان محمود عدل و انصاف میں بڑا ہی سخت تھا اور اپنی رعایا کی جان اور مال کی حفاظت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا تھا۔ سلطان محمود سے ایک مرتبہ ایک شخص نے شکایت کی کہ، سلطان محمود، کے بھتیجے نے میری بیوی سے ناجائز تعلقات پیدا کر رکھے ہیں اور بہت کچھ کہنے سننے پر بھی وہ کسی طرح باز نہیں آیا۔ محمود نے اس شخص کو حکم دیا کہ اس کا بھتیجہ جب اس کے مکان پر آئے تو وہ آکر مجھے (محمود) کو خبر کر دے۔ اس شخص نے اس حکم کی تعمیل کی۔ سلطان ڈھیلا ڈھالا لبادہ پہن کر اس کے ساتھ اس کے گھر پر پہنچ گیا اور جاتے ہی چراغ گل کر دیا تاکہ بھتیجہ کو دیکھ کر رحم و محبت کا جذبہ نہ پیدا ہو جائے اور وہ ایک اہم فریضہ (عدل) کی انجام دہی نہ کر سکے۔ اس کے (محمود کے) بھتیجے کا سر اس کے جسم سے علیحدہ تھا۔

(ایشوری پرشاد پروفیسر مڈل یول آف انڈیا)

مسلمان بادشاہوں کی طبیعتوں میں عدل و مساوات کا غالب عنصر شامل تھا۔ رعایا پروری کا جذبہ ان کی رگ و پے میں سرایت تھا۔ حسن انتظام سے کام لیتے تھے۔ راتوں کو بجائے آرام کرنے کے رعایا کی خبر گیری کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بغیر کسی جنگ کے اسلام کو فروغ ہوا ہر شخص اس مذہب کا گرویدہ تھا۔ چنانچہ پروفیسر سی۔ وی۔ ویدیہ یونیورسٹی بمبئی لکھتے ہیں۔

"محمود جلیل القدر بادشاہوں میں شمار کرنے کے لائق ہے۔ اس کا نام مشرق و مغرب میں اب بھی عزت سے لیا جاتا ہے۔ اس کی رعایا کو خوشحالی اور امن حاصل تھا۔ اس کے عدل و انصاف اور بلند حوصلگی کے بہت سے واقعات درج ہیں (سی۔ وی)

لین پول نے لکھا ہے۔

"محمود ایک بہادر سپاہی تھا۔ اور بے انتہا ہمت رکھتا تھا۔ جس کے جسم اور دماغ میں انتھک سرگرمیوں کی کوئی حد نہ تھی۔ یہ بڑا "عادل" اور بہترین حکمراں تھا۔"

لین پول نے ایک سلجوقی وزیر کی رائے نقل کی ہے۔

"وہ ایک عادل حکمراں، علوم و فنون کا مربی فیاض اور راسخ العقیدہ شخص تھا"

اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ اہلِ علم کا سرپرست تھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے دربار میں علماء و فضلا بکثرت تھے۔ البیرونی جیسا ماہرِ ہیئت، فارابی جیسا فلسفی، عتبی جیسا مستند مورخ، بیہقی جیسا سخن ساز، عنصری، فرخی، عسجدی جیسے شعراء اس کے دربار میں تھے۔ دراصل میں فردوسی بھی تھا جو فارسی زبان کا ہنر مند تھا۔ وہ اس کی سرپرستی سے فیضیاب ہوتا رہا۔"

(پروفیسر ڈی۔ ڈیڈیہ بلجی یونیورسٹی)

مسلمان سلطان عدل و انصاف کے دلدادہ ہوتے تھے۔ ان کا عدل مشہورِ زمانہ ہے۔ قانون برائے قانون نہ تھا، برائے عمل تھا۔ دوسروں نے ان کی پاک دامانی اور عدالت گستری کو داغدار کرنے کے لئے یہ بھی افسانہ تراش کر دیا کہ وہ حریص تھا۔

یہ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ مسلمان جو کہتا ہے اس پر عمل کرتا ہے۔ عدل و انصاف کا عمل پہلے اپنے اوپر کرتا ہے، بعد میں دوسروں سے باز پرس کی جاتی ہے۔

سید صباح الدین صاحب اپنی تصنیف "ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کی ایک جھلک" مطبوعہ معارف پریس اعظم گڑھ میں رقم طراز ہیں۔

"محمود پر یہ الزام کہ وہ حریص تھا۔ اس میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ اس نے واقعی بڑی دولت جمع کی جو کوئی اور نہ کر سکا۔ اسی لئے اس پر "لالچی" ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ موت کے وقت اپنی بے شمار دولت دیکھ کر رویا۔ کہ وہ اس سے علیحدہ ہو رہا ہے۔ یہ روایت محض اس کو بدنام کرنے کے لئے گھڑی گئی ہے۔ محمود ایک مذہبی آدمی تھا اور اولاد ہی کے لئے ہر آدمی ترکہ چھوڑتا ہے۔ پھر اس کو رونے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ ضرور ہے کہ اور بادشاہوں کی طرح فضول خرچ نہ تھا۔ کافی دولت کا مالک ہونے پر بھی محتاط تھا۔ سلجوقی وزیر نے اس کی فیاضی اور سخاوت کا ذکر کیا ہے اور یہ شہادت بڑی معتبر ہے۔ وہ علوم و فنون کی ترقی پر بہت صرف کرتا تھا۔ اس نے تعلیمی ادارے قائم کئے، جہاں طلبہ کے طعام کا انتظام حکومت خود کرتی تھی۔ اساتذہ کو تنخواہیں خود دیتا تھا۔ اس کے بارے میں "فردوسی" سے متعلق ایک فرضی قصہ مشہور کر دیا ہے کہ فردوسی سے اس نے قصیدہ لکھوایا اور حسب وعدہ بجائے سونے کے سکّے کے ساٹھ ہزار چاندی کے سکّے دیئے اس فرضی افسانے کی آڑ سے کر اس کو حریص ثابت کرنے کی مضحکہ خیز کوشش کی ہے۔ موجودہ اربابِ تحقیق نے اس قصہ کو بے بنیاد اور فرضی بتایا ہے۔ اس قصے کی حقیقت میں اربابِ تحقیق اور خالی الذہن غیر متعصب اربابِ فکر و نظر کو اس کی علم و فضل کی قدر دانی اور اہلِ علم اصحاب سے محبت کی روشنی ملتی ہے۔

(ایضاً۔ ص ۔۔)

"محمود ایک بڑا فاتح ضرور تھا۔ لیکن اس میں بربریت نہ تھی وہ آرٹ کا دلدادہ اور علم کا بڑا مربی تھا۔ وہ شعراء کے کلام اور علماء کی گفتگو بڑے غور اور شوق سے سنتا اور اس کی سرپرستی کی وجہ سے ایشیاء کے ہر حصہ سے اہلِ علم اس کے دربار میں کھنچ کر آتے۔ شعراء اس کی مدح میں قصیدے کہتے۔ اس کو بھی شعر و شاعری سے کچھ ایسا ذوق پیدا ہو گیا تھا کہ بڑی سے بڑی مہم میں وہ تھوڑا سا وقت اچھی غزل اور رباعی سننے کے لئے ضرور نکال لیتا۔ اس زمانے کے چنیدہ چنیدہ اور ممتاز اہلِ علم تھے۔ سب کے گرد جمع ہوتے۔ ان میں البیرونی جیسا مشہور ریاضی داں، ماہرِ ہیئت اور سنسکرت کا عالم بھی تھا۔ عتبی اور بیہقی جیسے مورخ بھی تھے اور فارابی جیسا فلسفی بھی تھا۔ یہ شعر و شاعری کا زمانہ تھا۔ محمود کے دربار کے شعراء کی شہرت تمام ایشیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ ان شعراء میں غضاری کو محمود نے ایک چھوٹے سے قصیدے کے صلے میں چودہ ہزار درہم دیئے۔ عنصری اس عہد کا سب سے بڑا باکمال شاعر تھا۔ "تاریخ فرشتہ" میں ہے کہ چار سو شعراء اور اہلِ علم اور ان کے ساتھ غزنی کے جامعہ کے سارے طلبہ عنصری کی شاگردی کا دم بھرتے تھے۔ منوچہری، طوسی، عسجدی اور فرخی بھی محمود کی فیاضیوں سے سیراب ہوتے رہے۔ ان شعراء میں فردوسی نے غیر معمولی شہرت حاصل کی۔ جس نے شاہنامہ لکھ کر محمود کو تاریخ

میں غیر فانی بنا دیا۔ (ڈل یول انڈیا)

(پروفیسر ایشوری پرشاد، اقتباس از آلہ آباد یونیورسٹی)

اسلام کی ہر اس بات کو جو خلفائے راشدین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رائج تھی اور اس پر عمل ہوتا تھا۔ یہ اس کی سچائی کے ساتھ پابندی کرتا تھا۔ انصاف کے معاملے میں ذرا بھی غفلت سے کام نہیں لیتا تھا۔ ہر ایک کی بات سنتا اور اس پر عمل کرکے اس کی پریشانی کو دور کرتا اس کی ہر دلعزیزی اور رعایا پروری کے قصے زبان زدِ عام ہیں۔

ایک بڑھیا نے محمود کو یہ کہہ کر ڈانٹا کہ جب وہ دور دراز علاقوں میں عدل و انصاف کی حکومت قائم نہیں کرسکتا تو پھر ان کو تسخیر کیوں کرتا ہے۔ اس نے فوراً اس کی پریشانی دور کرنے کے انتظامات کردیئے۔ (ایشوری پرشاد مورخ)

محمود نے تاریخ میں جو جگہ بنائی ہے، اس کا تعین کرنا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ اپنے عہد کے مسلمانوں کی نظر میں وہ ایک نمازی اور مذہب اسلام کا علمبردار تھا جس نے کفر کا خاتمہ کردینا چاہا۔ ہندوؤں کی نظر میں آج بھی وہ سنگ دل، ظالم، لٹیرا، جس نے مقدس عبادت خانوں کو ملیا میٹ کرکے ان کے مذہبی احساسات کو صدمہ پہنچایا ہے۔ لیکن ایک غیر متعصب محقق اور مورخ اس زمانے کی صورت حال کو پیشِ نظر رکھ کر کچھ اور ہی فیصلہ دینے پر مجبور ہوگا۔ بلاشبہ محمود اپنے ساتھیوں کا جلیل القدر رہنما تھا۔ ایک انصاف پسند اور دیانتدار حکمراں تھا۔ ایک باکمال پرجوش سپاہی تھا۔ عدل و انصاف کا شیدائی تھا۔ اور بلاشک و شبہ دنیا کے بہترین اور عظیم الشان حکمرانوں میں شمار کئے جانے کے لائق ہے۔

(پروفیسر ایشوری پرشاد)

پروفیسر آشیر بادی لال سری واستو آگرہ یونیورسٹی لکھتے ہیں کہ

"یہ خیال کرنا صحیح نہیں کہ ترکوں کی فتح سے
ہندوؤں کے ذہن بالکل بنجر ہوگئے تھے۔ انہوں نے
اپنی علمی سرگرمی جاری رکھی اس دور میں مذہبی فلسفیانہ
لٹریچر بہت لکھا گیا۔

(ہندوستان کے عہدِ وسطیٰ کی ایک جھلک)

وقت اور موقع کے پیشِ نظر نظامی امور میں بھی تبدیلیوں کے امکانات کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور مجبوراً ان پر عمل کرنا پڑتا ہے لوگ اس کو تعصب کا مقام دیتے ہیں جو بلاشبہ ایک صحیح العقیدہ مسلمان سے اس قسم کی غیر انسانی حرکات کا سرزد ہونا میرے خیال میں غیر ممکن ہے۔ کیونکہ اس کو تعلیم میں محبت، اخوت، عدل و مساوات کا عنصر ہے، نفرت اور تعصب کا نہیں، بدنام کرنا آسان بات ہے۔ دل کے پھپھولے پھوڑنے کے لئے زبان کو اور قلم کو جس طرف چاہا موڑ دیا جو کچھ چاہا لکھ دیا جو چاہا کہدیا۔ مگر تحقیقات کے بعد جب اس کی اصلیت نکھر کر سامنے آتی ہے تب پتہ چلتا ہے کہ یہ فعل خبیث کس نے عمل میں آیا اور یہ افسانہ جل کر تراشا گیا تھا۔

سچ تو یہ ہے کہ مسلمان کے دل میں خوفِ خدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کا دل موم کی طرح نرم اور حوصلہ و عقیدہ آہن کی طرح سخت ہوتا ہے۔ وہ عدل کے دامن کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ اس میں تو شک نہیں کہ رحم اس کی فطرت کا اہم جزو ہے۔ مگر اصول پرستی ان سب پر غالب ہے۔ انصاف کے مقابلہ میں اولاد، عزیز و اقارب کی پرواہ نہ کرنا اس کو سکھایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ دشمن کے مقابلے میں بھی انصاف پر قائم رہنے کا درس دیا گیا ہے۔ وہ دولت کا حریص نہیں بنتا۔ بلکہ عدل کا شیدائی اور فدائی بننا پسند کرتا ہے۔

چنانچہ سلطان محمود متقی، غیر متعصب، انصاف پسند تھا۔ اسلاف کی زندگی کے چراغ سے اپنی حیات کو روشن کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ سلطان کے فرزند مسعود نے ایک تاجر سے ۶۰ ہزار روپے کا مال خریدا، قیمت ادا کرنے میں تاخیر ہوئی۔ اس نے سلطان محمود سے آکر فریاد کی، "کہ اس کو قیمت نہیں مل رہی ہے جس کی وجہ سے گھر واپس نہیں جاسکتا۔ سلطان نے تاجر کا پیغام سن کر مسعود کو پیغام بھیجا، "یا تو تاجر کا حق ادا کرو یا قاضی کے پاس جاکر فیصلہ کراؤ"۔ تاجر قاضی کے پاس استغاثہ دائر کرنے کے لئے چلا گیا۔ ادھر محمود کا قاصد شہزادے کے پاس پہنچا۔ شہزادہ باپ کا فرمان پاکر پریشان ہوا۔ اس نے اپنے خزانچی کو بلاکر دریافت کیا کہ میرے خزانے میں کتنا مال ہے"۔ اس نے کہا، بیس ہزار دینار۔ شہزادے نے کہا کہ یہ بیس ہزار دینار فوراً لے جاکر تاجر کو دیدو بقیہ رقم کے لئے تین روز کی مہلت مانگو، ادھر محمود (باپ) کے قاصد سے کہا جاؤ، میری جانب سے عرض کردینا کہ بیس ہزار درہم تو ابھی بھجوا دیئے ہیں۔ بقیہ رقم تین روز بعد بھیجدی جائے گی میں خود لباس پہنے بیٹھا ہوں جس وقت طلبی ہوگی، مجلس خاص میں حاضر ہوجاؤں گا۔

سلطان محمود نے جواب خط میں کہلا بھیجا کہ وہ میری صورت

اس وقت تک نہ دیکھے جب تک کہ وہ تاجر کی پوری رقم یعنی قیمت ادا نہ کر دے۔

شہزادہ مسعود اور بھی پریشان ہوا۔ اپنے آدمی ہر طرف بھیج کر قرض منگوائے۔ ظہر کی نماز کے وقت تک ۶۰ ہزار دینار تاجر کو مل گئے۔ اس واقعہ کی شہرت ہر طرف پھیلی تو تمام اطراف کے تاجر غزنی آکر اپنا اپنا مال اطمینان سے فروخت کرتے رہے اور ان کو قیمت پانے میں کوئی مشکل نہ ہوتی۔

(سیاست نامہ فصل دہم)

جس زمانہ میں محمود بست میں مقیم تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ دوپہر کے وقت تن تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں دھوپ اور گرمی کے مارے ایک مظلوم آدمی ہانپتا کانپتا آیا۔ اور فریاد کرنے لگا: محمود نے دریافت کیا: تجھ کو کس نے ستایا ہے؟

اس شخص نے جواب دیا۔ آپ نے!

محمود نے گھبرا کر کہا۔ بات صاف صاف کہو ڈرو نہیں۔

اس نے کہا۔ بات یہ ہے کہ آپ کے فیل بان نے میرے کھجور کے درخت سے اپنا ہاتھی باندھ رکھا ہے اور خود کھجوریں توڑ توڑ کر نیچے پھینک رہا ہے۔ میں ایک غریب بال بچوں والا آدمی ہوں اور میرے بچوں کا گذارہ انہیں چیزوں پر ہے۔ یہ سنتے ہی سلطان فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور خیمے کے دروازے سے جھانک دیکھا مگر کوئی ملازم نظر نہ آیا۔ گرمی کی وجہ سے سب اپنے اپنے ٹھکانے پر چلے گئے تھے۔ خود وہ باہر آیا اور گھوڑا لیا اور اس پر سوار ہو کر سائیس کے ہمراہ موقع پر جا پہنچا۔ وہاں جا کر دیکھا تو مظلوم نے جو کچھ کہا تھا۔ سچ نکلا۔ سائیس کو حکم دیا کہ فیل بان شیطان کی گردن رسی میں باندھ کر اسی درخت میں لٹکا دیا جائے۔

(محمد عوفی نسخہ دار المصنفین صاا۔ اردو ترجمہ جلد اول ص۹۶)

ڈاکٹر ناظم صاحب اپنی تصنیف دی لائف اینڈ ٹائمس آف محمود آف غزنہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"محمود اپنے مذہبی فرائض پابندی سے انجام دیتا تھا۔ نماز اور تلاوت قرآن پاک کا پابند تھا۔ مخیر اور سخی تھا۔ گھمسان کی لڑائیوں میں مصلّی بچھا کر نماز ادا کرتا تھا۔ اور دعا مانگا کرتا تھا۔ وہ مذہبی تشدد نہیں رکھتا تھا۔ یہ اس پر الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے ہندوستان میں کسی کو ترک مذہب پر مجبور کیا یا کسی کو اس نے مذہبی عقائد پر سزائے موت دی۔ اس نے ہندوؤں کے ساتھ رواداری کو روا رکھا۔ غزنہ میں ان کی بود و باش کے لئے علیحدہ محلے تھے۔ مذہبی مراسم آزادی سے ادا کرتے تھے۔ اس پر الزام ہے کہ اس نے ہندوؤں کے مندروں کو بُری طرح منہدم کیا۔ لیکن اس کے معترض اس بات کو فراموش نہ کریں کہ یہ بربریت کا اظہار جنگ کے موقع پر ہوا۔ دنیا کے اور بڑے فاتحین نے جنگ اور جنگ کے علاوہ بھی کیا کیا بربریت نہیں کی سلطان نے امن کی حالت میں کوئی مندر منہدم نہیں کیا اگر وہ ہندو راجاؤں سے لڑا تو ایران اور ماوراء النہر کے مسلمانوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ گنگا کے دوآبے میں غارت گری، خونریزی ہوئی۔ تو دمانند کے پہاڑی علاقہ اور جیحوں کے ساحل پر بھی اسی شدت کے ساتھ خون بہایا گیا اور وہاں بھی ہلاکت و تباہی اور بربادی لائی گئی"

پروفیسر ایشوری پرشاد کے بیان نے کس قدر صحیح ترجمانی کی ہے۔

"محمود نے جو دولت پیدا کی، وہ بڑا فیاض تھا اور اس دولت کو بڑی فیاضی کے ساتھ صرف کیا۔ اس نے علوم و فنون کے فروغ کے لئے عربی زبان کی ایک یونیورسٹی قائم کی جہاں ایک کتب خانہ بھی تھا اور نہ کوئی میوزیم تھا جن کو اس نے مال غنیمت سے قائم کیا اور ان کو آراستہ پیراستہ کر رکھا تھا۔

(پروفیسر ایشوری پرشاد)

محمود بڑی صلاحیتوں کا انسان تھا اور اسلام سے اس کو خلوص تھا وہ عدل و مساوات، صداقت، رعایا پروری پر اسی طرح قائم تھا جس طرح قرون اولیٰ کے مسلمان پختہ اور سچے اصولوں کے متبع تھے۔ تنگ نظر لوگ کچھ کہیں، میرے خیال میں مطالعہ تاریخ اچھی طرح جما دی ہے کہ جہاں جہاں مسلمانوں پر دوسری قوم قابو یافتہ ہوئی قیامت توڑ دی بربریت کی حد کر دی۔ بیت المقدس کو دیکھئے، اسپین صقلیہ میں کیا کچھ درندگی نہ کی گئی۔ ہندوستان میں دیکھئے شیواجی مسلمانوں کا پکا دشمن تھا، کیا کیا ظلم نہ کئے۔ دور کیوں جائیے ابھی ۱۹۴۷ء میں آزادی کے بعد سے ہندو اکثریت نے مسلمانوں کا قتل عام جاری رکھا ہے دنیا مسلمان کی بھلائی کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتی۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ مسلمان اپنے اصولوں پہ کاربند نہیں ہے جس کی وجہ سے طرح طرح کی آفات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے"!

ماخذ:- جوامع الحکایات ایشوری۔ ہندوستان میں عہد وسطیٰ کی ایک جھلک از پروفیسر سی۔ دی بمبئی یونیورسٹی۔ تاریخ فرشتہ حصہ دوم۔

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: زاہد الراشدی

اللہ تعالیٰ کی عیادت

مسلمؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائیں گے اے ابن آدم میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا یا اللہ میں آپ کی عیادت کیسے کرتا۔ حالانکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ کہیں گے تجھے علم نہیں فلاں شخص بیمار تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی! پھر فرمائیں گے اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ بندہ کہے گا یا اللہ میں آپ کو کھانا کیسے کھلاتا جب کہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تمہیں علم نہیں میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔ پھر فرمائیں گے اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ بندہ کہے گا یا رب العالمین میں آپ کو کیسے پانی پلاتا جب کہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ کہیں گے تجھے یاد نہیں میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اور تو نے اسے پانی نہیں پلایا تھا۔ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اُسے میرے پاس پالیتا۔

ملعون دنیا

ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ملعون ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے یا اس کے جو اللہ کے ذکر کو پسند کرے یا عالم ہو۔ یا علم سیکھنے والا ہو۔

ساٹھ سال کا عمل ضائع

ابو داؤدؒ اور ترمذیؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک (مرد اور عورت) ساٹھ سال تک اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرتے رہتے ہیں پھر جب موت قریب آتی ہے تو وصیت میں (کسی جائز حقدار کو) نقصان پہنچا دیتے ہیں اور ان پر دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔

آسمان سے بھی بڑا گناہ

احمدؒ سند حسن کے ساتھ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص لوگوں کو ہنسانے کے لئے کوئی بات کہہ دیتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں حالانکہ اس کے ساتھ وہ آسمان سے بھی بڑے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اولاد کی دعاء

احمدؒ ابن ماجہؒ اور بیہقیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک شخص کا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے یا اللہ یہ کس لئے؟ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں تیرے بیٹے نے تیرے لئے دعا کی ہے جس کی وجہ سے تیرا درجہ بلند کر دیا گیا ہے۔

بھرپور سعادت

خطیب بغدادیؒ سند حسن کے ساتھ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکمل سعادت یہ ہے کہ اطاعت خداوندی کے ساتھ لمبی عمر مل جائے۔

نیک بخت

ابو داؤدؒ سند حسن کے ساتھ حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے بچتا رہا اور جس نے آزمائش میں صبر سے کام لیا۔

انسانوں کا بھیڑیا

احمدؒ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسانوں کا بھیڑیا ہے جس طرح بکریوں کا بھیڑیا اکیلی پھرنے والی بکری کو دبوچ لیتا ہے۔ پس تم الگ ہونے سے بچو اور جماعت، عام مسلمانوں اور مسجد کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرو۔

نیک لوگوں پر سختی

احمدؒ ابن حبانؒ اور بیہقیؒ سند صحیح کے ساتھ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک نیک لوگوں پر ہمیشہ تشدد کیا جاتا ہے۔ اور کسی مومن کو کانٹا چبھنے کے برابر بھی تکلیف ہو تو اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور اس کا درجہ بلند ہوتا ہے۔

جمعہ کا غسل

طبرانیؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ والے دن کا غسل گناہوں کو بالوں کی جڑوں سے بھی کھینچ کر نکال دیتا ہے۔

قبر کی پہلی منزل

ترمذیؒ ابن ماجہؒ اور حاکمؒ حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اس میں کامیاب ہوگیا تو بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوں گی۔ اور اس جگہ کامیاب نہ ہوا تو بعد کی منزلیں زیادہ سخت ہوں گی۔

زبان سے جہاد

احمدؒ اور طبرانیؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن تلوار کے ساتھ بھی جہاد کرتا ہے اور زبان کے ساتھ بھی جہاد کرتا ہے۔

بہترین نیکی

بخاریؒ، مسلمؒ، احمدؒ ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک بہترین نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کا وارث بننے کے بعد باپ کے دوستوں کے ساتھ دوستی کا تعلق قائم رکھے۔

شیطان کا تخت

مسلمؒ اور احمدؒ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان نے اپنا تخت پانی پر بچھا رکھا ہے اور وہ اپنے چیلوں کو بھیجتا ہے۔ (جو لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں) ان میں سے شیطان کا زیادہ قرب وہ حاصل کرتا ہے جو زیادہ فتنہ بپا کرتا ہے۔ ایک چیلہ آتا ہے۔ اور رپورٹ دیتا ہے کہ میں نے یہ یہ کام کیا۔ شیطان کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کے ساتھ لگا رہا اور اس وقت تک جدا نہیں ہوا جب تک اسے اس کی بیوی سے جدا نہیں کر دیا یعنی طلاق نہیں دلوا دی شیطان اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے ہاں تو نے اصل کام کیا ہے۔

عادل حکمران

احمدؒ اور ترمذیؒ سند حسن کے ساتھ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور قیامت کے دن زیادہ قریب عادل حکمران ہوگا اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن زیادہ دور ظالم حکمران ہوگا۔

بادشاہوں کا قرب

ابن ماجہؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بیشک میری اُمت میں سے کچھ لوگ دین کی سمجھ حاصل کریں گے۔ اور قرآنِ کریم پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں اور ان کی دنیا میں سے کچھ وصول کر لیتے ہیں اور اپنا دین بچا لاتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ جیسے خاردار جھاڑیوں سے کانٹوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اسی طرح بادشاہوں کے قرب سے گناہوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

حضورؐ کا قریبی

بخاریؒ، ترمذیؒ اور ابن حبانؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میرا سب سے قریبی وہ شخص ہوگا جو مجھ پر درود زیادہ پڑھے گا۔

پیشاب کے چھینٹے

طبرانیؒ، حاکمؒ اور بزارؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ عام طور پر عذابِ قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے چھینٹوں سے بچو۔

اولاد کا حق

ابن نجارؒ سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹے کا حق باپ پر یہ ہے کہ اس کا اچھا سا نام رکھے، اسے لکھنا پڑھنا سکھائے اور بالغ ہونے پر اس کا نکاح کرا دے۔

بے حیا باش وہرچہ خواہی کن

بخاریؒ، احمدؒ ابو داؤدؒ اور ابن ماجہؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلی نبوّت کے کلام میں سے لوگوں نے جو کچھ پایا ہے اس میں یہ جملہ بھی ہے "جب تو بے حیا ہو جائے تو جو چاہے کر۔"

دنیا کی آگ

ابن ماجہؒ اور حاکمؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا سترھواں حصہ ہے اور اگر اسے دو مرتبہ پانی کے ساتھ بجھایا نہ جاتا تو تم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکتے اور یہ آگ اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگتی رہتی ہے کہ اسے دوبارہ جہنم میں شامل نہ کیا جائے۔

صدقہ جاریہ

ابن ماجہؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن کو جن اعمال کا اجر موت کے بعد بھی برابر ملتا ہے۔ وہ یہ ہیں (۱) علم جو اس نے عام کیا ہے (۲) نیک اولاد جو وہ چھوڑ کر گیا ہے (۳) قرآن پاک جس کا اس نے کسی کو وارث بنا دیا (۴) مسجد جو اس نے بنائی (۵) مسافر خانہ جو اس نے مسافروں کے لئے بنایا (۶) نہر جو اس نے کھودی (۷) وہ صدقہ جو اس نے صحت و تندرستی کی حالت میں دیا۔

دنیا کا مال

بخاریؒ، مسلمؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ اور احمدؒ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا کا مال میٹھا اور سرسبز ہے جس نے حق و انصاف کے ساتھ اسے حاصل کیا۔ اس کے مال میں برکت ڈالی جائے گی۔ اور جس نے نفس کے لالچ کے ساتھ لیا اس کا مال برکت سے محروم رہے گا اور دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

پردہ کی تاکید

حاکمؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمیں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ ہمارے پردہ کی جگہ ننگی نہ ہو۔

دسویں حصے پر عمل

ترمذیؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (صحابہ کرامؓ سے) تم ایسے زمانے میں ہو کہ تم میں سے کسی نے دین کے دسویں حصے پر عمل ترک کر دیا تو ہلاک ہو جائے گا۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جس نے دین کے دسویں حصہ پر عمل کیا نجات پائے گا۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

یوں ہی ممکن ہے کہ اجتماعی طور پر پوری مخلوق خالق کبریا سے معافی مانگے قولی نہیں عملی اور ہمہ تن اس ذات اقدس کی طرف متوجہ ہو جائے کہ اسی میں خیر ہے، اسی میں برکت ہے۔ ورنہ خدا کا فیصلہ صاف ہے:۔

کہ "مجھے قسم ہے اس بات کی کہ میں محمدؐ (علیہ السلام) کا پروردگار ہوں۔ یہ لوگ لذت ایمان و روح ایمان سے کبھی آشنا نہ ہو سکیں گے جب تک کہ منصف کے طور پر آپ کی طرف رجوع نہ کریں اور پھر بلا چون و چرا آپ کے فیصلہ کو مان نہ لیں۔"

عزیزان گرامی!

حالات و واقعات کی رفتار آپ کے سامنے ہے۔ محمدؐ کریم علیہ السلام کے صدقہ دنیا میں آنے والا خدا کا آخری پیغام حق و صداقت ہی دنیا کے مسائل کا آخری اور پہلا علاج ہے مدتوں ٹھوکریں کھانے کے بعد بھی ہوش سے کام نہ لیا تو ظلم و بربریت کا جو سلسلہ چلے گا وہ کسی صورت ختم نہ ہو سکے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق بخشے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

عترت و اہلبیت

ابو النذیر مظفر نگری کے قلم سے

شیعوں کا دعویٰ ہے کہ از روئے حدیث ثقلین وغیرہ عترت و اہلبیت رسولؐ کی اتباع کرنا فرض ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ کا یہ دعویٰ صحیح ہے تو سب سے پہلے مجھے یہ بتا دیجیے کہ عترت و اہلبیت رسولؐ کتنے آدمی ہیں؟ اور کون کون ہیں کیونکہ بغیر عترت و اہلبیت کی معرفت حاصل کیے ان کی اتباع ممکن نہیں۔ اگر ہم کو یہ معلوم نہ ہو کہ عترت و اہلبیت میں کتنے آدمی اور کون کون ہیں تو ہم ان کی اتباع کیونکر کر سکتے ہیں۔ پس اتباع سے پہلے عترت و اہلبیت کا جاننا فرض ہوگا کہ کتنے آدمی اور کون کون ہیں؟

اہلبیت گھر کے آدمیوں کو کہتے ہیں اور عترت کے معنی لغت میں اقارب ناتے دار یا رشتہ دار کے ہیں۔ ان معنی کی رو سے جب ہم غور کرتے ہیں تو وفات کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب و رشتہ دار حسب ذیل موجود تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ بن عبد المطلب اور یہ معلوم ہی ہے کہ چچا بجائے باپ کے ہوتا ہے۔ عبد اللہ ابن عباسؓ، علی بن ابی طالب، عقیلؓ بن ابی طالب برادران چچا زاد زبیرؓ ابن العوام برادر پھوپھی زاد، حسنؓ، حسینؓ نواسہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ خسر حضرت عثمانؓ غنی داماد رسولؐ، نو ازواجؓ مطہراتؓ، حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ حضرت زینب بنت فاطمہ نواسی رسولؐ [1]۔ ان میں سے اگر ہم بپاس خاطر شیعہ بوجہ مصاہرانی رشتہ کے حضرت زبیر ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمانؓ غنی اور ازواج رسولؐ کو اہلبیت یا عترت سے علیحدہ کر دیں تو حضرت عباس عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عقیلؓ، حسن و حسینؓ حضرت فاطمہؓ، حضرت زینبؓ [2] کو تو کوئی اہلبیت یا عترت سے علیحدہ نہیں کر سکتا کیونکہ صلبی اور نسبی رشتہ کے لوگ ہیں۔ لہٰذا ان سب کا اتباع ضرور فرض ہوگا، مگر شیعہ صرف حضرت علی کرم اللہ، حسنؓ و حسینؓ اور حضرت فاطمۃ الزہرا کو اہلبیت و عترت میں مانتے ہیں کسی اور کو نہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ وقت مباہلہ حضرت نے ان ہی چاروں کو پیش کیا تھا اور وقت نزول آیت تطہیر بھی ان ہی چاروں کو چادر یا کملی میں لے کر فرمایا تھا کہ یہ میرے اہلبیت ہیں اس لیے یہی چاروں عترت و اہلبیت ہیں اور ان ہی چاروں کا اتباع فرض ہے۔ لیکن اس سے آگے پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مباہلہ وقت اور نزول آیت تطہیر کے وقت بتلا دیا کہ علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ یہ چاروں میرے اہلبیت ہیں اور عترت ہیں اور اگر اس وجہ سے ان کا اتباع فرض ہے تو ان کے علاوہ اور جو (۹) اماموں کا اتباع فرض سمجھا جاتا ہے تو وہ کس قاعدہ سے ہے جب کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو اہلبیت میں فرمایا اور نہ عترت میں تو ان کا اتباع کہاں سے اور کیونکر فرض ہوا؟ اگر یہ کہو کہ یہ تو امام علیؓ اور فاطمہؓ کی اولاد ہیں اس لیے یہ بھی اہلبیت اور عترت میں شامل ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اولاد تو بڑے بھائی حسنؓ کی بھی ہے ان میں سے تو شیعہ کسی کا اتباع نہیں کرتے

---

[1] حضرت علی بن زینبؓ بنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امامہ بنت زینبؓ و زوجہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ [2] حضرت ام کلثوم بنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

کیا یہ ممکن ہے کہ چھوٹے بھائی حضرت حسینؓ کی اولاد اہلبیت اور عترت میں شامل ہو اور بڑے بھائی حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ایک بھی اہلبیت و عترت میں نہ ہوا اور پھر چھوٹے بھائیؓ کی اولاد میں بھی ساری اولاد اہلبیت و عترت میں شامل نہیں کی گئی بلکہ بعض کو لیا اور بعض کو نہیں لیا مثلاً زین العابدین کے لڑکے زید وغیرہ کو چھوڑا اور صرف محمد باقر کو لے لیا اور محمد باقر کے لڑکے زکریا وغیرہ کو چھوڑا اور صرف جعفر صادق کو لے لیا اور اسی طرح جعفر صادق کی اولاد میں سے سمٰعیل عبداللہ، اسحاق محمد سب کو چھوڑا اور حضرت موسیٰ کاظم کو لے لیا اور آگے تک اسی طرح ہے پس یہ جواب جو بعض کو اہلبیت و عترت میں شامل رکھا گیا ہے اور بعض کو چھوڑا گیا ہے۔ یہ کس قاعدہ سے ہے۔ اگر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا حکم ہے تو اس کو پیش کرو اور اگر شیعوں نے اپنے اختیار سے یہ انتخاب کیا ہے۔ تو شیعوں کو انتخاب کا حق کہاں سے حاصل ہوا کہ جس کو چاہا شیعوں نے اہلبیت و عترت میں رکھ لیا اور جس کو چاہا نکال دیا۔

ایک قاعدہ اور سمجھ لیجئے اور وہ یہ کہ بموجب آیت تطہیر جو اہلبیت ہے وہ پاک ہے اور جو پاک ہے وہ ازروئے عقائد شیعہ معصوم ہے اس قاعدہ سے اگر کسی کو اہلبیت میں شامل سمجھا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ پاک ہے گناہوں سے، اور جو پاک ہے وہ معصوم بھی ضرور ہے پس اپنی رائے سے کسی کو اہلبیت بنانا درحقیقت از خود معصوم بنانا ہے جو ممکن نہیں۔ اب شیعہ ایک بات اور بتلائیں اور وہ یہ کہ حضرت زینب بنت فاطمہؓ خواہر حقیقی جناب حسینؓ اہلبیت میں شامل ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو کیوں؟ کیا یہ ممکن ہے کہ خاص علیؓ اور فاطمہؓ کی لڑکی حسن و حسینؓ کی حقیقی بہن تو اہلبیت میں شامل نہ ہوں اور علیؓ و فاطمہؓ کے پوتوں اور پڑپوتوں کی اولاد امام باقر و جعفر وغیرہ اہلبیت میں شامل ہوں اور معصوم سمجھے جائیں اور اگر زینب بنت علیؓ و فاطمہؓ اہلبیت میں شامل ہو تو پھر ازروئے آیت تطہیر وہ پاک بھی ضرور ہوں گی اور پاک ہونے کی صورت میں معصوم بھی ضرور ہوں گی۔ اس قاعدہ سے معصوم کا مسئلہ غلط ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب انتخابات فرضی ہیں۔

ایک اور مسئلہ پر بھی روشنی ڈالنی ضروری ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان فارسیؓ ہمارے اہلبیت میں سے ہے۔ اب شیعہ ان کو کس شمار میں رکھتے ہیں! آیا وہ بھی معصوم اور واجب الاطاعت ہیں یا نہیں؛ اگر نہیں تو کیوں؛ اور اگر ہیں تو تعداد واجب الاطاعت یا امام معصوم کی اور بڑھنی چاہیئے۔ بہرحال جب تک شیعہ عترت و اہلبیت کے مسئلہ کو حل نہ کر دیں ان کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنے کو اہلبیت و عترت کا متبع کہیں کیونکہ جب وہ یہ جانتے ہی نہیں کہ اہل بیت و عترت کتنے آدمی ہیں اور وہ کون ہیں تو ان کا اتباع کیسے ممکن ہے ہمارے ایک شیعہ دوست نے ہم سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلبیت تین قسم کے تھے ایک اہلبیت سکنی، دوسرے نسبی اور تیسرے شرفی۔ شیعہ صرف شرفی اہلبیت کا اتباع کرتے ہیں سکنی اور نسبی کا نہیں ہم نے کہا کہ یہ بات جو آپ نے بہت کچھ زور لگا کر اور ڈھونڈ بھال کر نکالی ہے پاؤں چلنے والی نہیں ہے کیونکہ پہلے تو آپ یہ بتایئے کہ یہ جو تین قسمیں اہلبیت کی نکالی ہیں۔ آپ کی من گھڑت ہیں تب تو آپ کی من گھڑت بات کو ہم ماننے کے لئے تیار نہیں۔ آپ نے منقول کہا اور اگر یہ تقسیم خدا اور رسولؐ کے کلام سے ثابت ہے تو اس کو پیش کیجئے اور پھر بتلایئے کہ حضرت سلمان فارسی کو اہلبیت کی کونسی قسم میں رکھیئے گا کیونکہ سکنی و نسبی اہلبیت میں تو وہ یقیناً نہ ہو سکیں گے لازمی طور سے اہلبیت شرفی میں ان کو ماننا پڑے گا۔ لہٰذا تیرھواں امام معصوم بھی مانیئے۔

پس شیعہ بھائیوں میں کوئی ہے جو ان مسائل کو حل کر دے اور جو شیعہ بھائی ان مسائل کو حل کر دے گا اس کو ہم مٹھائی کھلائیں گے ورنہ ہم تو یہی کہیں گے کہ اس خود ساختہ مذہب میں جانا یا رہنا اپنا ایمان کھونا ہے وما علینا الا البلاغ !!

ندرت الاوراق

(مسلسل)

انتخاب لاجواب

خطیب اسلام مولانا محمد اجمل صاحب مدظلہ لاہور

عالم اسباب میں بھی خالق اسباب پر نگاہ

شیخ بدرالدین نے حضرت شکر گنج رح سے بنام سلطان غیاث الدین بلبن سفارشی خط لکھنے کی استدعا کی۔ آپ نے مندرجہ ذیل الفاظ پر مشتمل سفارشی رقعہ لکھا۔

رَفَعْتُ قَضِيَّتَهُ إِلَى اللهِ ثُمَّ إِلَيْكَ فَإِنْ أَعْطَيْتَهُ شَيْئًا فَالْمُعْطِي هُوَ اللهُ وَأَنْتَ الْمَشْكُورُ وَإِنْ لَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا فَالْمَانِعُ هُوَ اللهُ وَأَنْتَ الْمَعْذُورُ۔

ترجمہ: میں اس کے معاملہ کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں پھر تیرے سامنے۔ اگر تو نے اسے کچھ دے دیا تو حقیقی دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور تیرا یوں ہی شکریہ ادا کر دیا جائے گا۔ اور اگر تو نے اس کو کچھ نہ دیا تو نہ دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں تو معذور ہے۔ فقط

(اخبار الاخیار شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح)

محمود غزنوی کی اولیاء اللہ سے عقیدت

تاریخ فرشتہ میں محمود غزنوی کی علم پروری، علماء دوستی اور اولیاء اللہ سے عقیدت و نیاز کیشی کے جو واقعات ہم کو ملتے ہیں ان میں یہ واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب و غریب ہونے کے ساتھ سبق آموز اور عبرت انگیز ہے۔

فرشتہ لکھتا ہے کہ ایک دفعہ سلطان کا خیمہ شاہی جب خراسان میں پہنچا تو یکایک سلطان کے قلب میں غوث العارفین شیخ ابوالحسن خرقانی رح سے ملاقات کا ارادہ اور خواہش پیدا ہوئی۔ لیکن عارفان باللہ سے ایسی سرسری ملاقات اور وہ بھی بے کوشش و مشقت۔ غزنوی کی نظر میں خلاف ادب تھی۔

فرشتہ نے لکھا ہے:۔

"معاً دل میں خیال پیدا ہوا کہ شیخ کی زیارت کے ارادے سے یہ سفر نہیں کیا بلکہ خراسان کے ملکی امور اس سفر کا باعث تھے۔ ایسے اسفار میں عارفان باللہ سے ملاقات حدود ادب سے بعید ہے!!"

مورخ لکھتا ہے کہ اس الہامی خیال کے پیدا ہونے کے ساتھ غزنوی خراسان سے سیدھا ہندوستان پہنچا۔ اور وہاں سے غزنی کے مرغزار کی طرف لوٹ گیا۔ غزنی پہنچ کر سلطان کے قلب مبارک میں شیخ خراسان سے ملاقات کی خواہش پھر چٹکیاں لینے لگی۔ اپنے اس ارادہ کی تکمیل کے لیے سلطان نے خراسان کی راہ لی اور وہاں پہنچ کر جو کچھ پیش آیا اس کے متعلق فرشتہ لکھتا ہے کہ ایک شخص کی وساطت سے شیخ کو پیغام بھیجا کہ سلطان آپ سے ملاقات کرنے کے لیے غزنی سے چل کر آیا ہے اگر آپ بھی خانقاہ سے بارگاہ سلطانی تک آنے کی زحمت اٹھائیں تو کوئی حرج نہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی غزنوی نے قاصد کو ہدایت کی کہ اگر شیخ اس درخواست کو قبول نہ کریں اور بارگاہ شاہی تک پہنچ کر ہم سے ملاقات کے لیے آمادہ و تیار نہ ہوں تو تم شیخ کے سامنے فوراً اس آیت کو پڑھنا کہ یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مومنین پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ مسلمان حاکم کی اطاعت

کی خبر یا حضور رہتا ہے۔

یعنی غزنوی کی ہدایت کے بموجب قاصد نے شیخ خانقاہ نشین سے اطاعت پر مبنی خداوندی سنا کر شیخ کو آنے کے لیے مجبور کیا۔ لیکن قاصد کے جواب میں شیخ نے جس جرأت و بے باکی سے جواب دیا۔ وہ تاریخ کے صفحات میں موجود ہے۔

شیخ نے قاصد سے کہا "معاف کیجیے اور محمود سے بھی کہہ دینا کہ یہاں تو اللہ کی اطاعت ہی میں اس قدر استغراق و انہماک ہے کہ اطاعتِ رسول کما حقہ بن نہیں پڑتی اطاعتِ اولی الامر تو درکنار۔"

قاصد یہ جیل و مرام فرودگاہِ شاہی میں لوٹا اور جو کچھ پیش آیا تھا اس کی پوری تفصیل بادشاہ کے سامنے بیان کر دی۔

محمود غزنوی شیخ کے اس جواب کو سن کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور خدامِ شاہی سے بولا کہ اٹھو اٹھو یہ اس قسم کا انسان نہیں جیسا کہ ہم تصور کرتے تھے۔

اس کے بعد مؤرخ لکھتا ہے کہ "محمود" نے شیخ کی کسی زندہ کرامت کو دیکھنے کے لیے ایک تدبیر سوچ کر خانقاہ تک پہنچنے کی یہ صورت نکالی کہ اپنا شاہی لباس "ایاز" کو پہنایا اور خود ایاز کا لباس پہنا اور اس انتظام و اہتمام کے ساتھ شیخ کے مقامِ سکونت کی طرف چل دیا۔ لکھا ہے کہ محمود جب اس انتظام کے ساتھ خانقاہ میں داخل ہوا اور شیخ کو سلام کیا تو شیخ نے مسنون طریقہ پر سلام کا جواب دیا۔ لیکن نہ تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے اور نہ ایاز کی طرف قطعاً التفات کیا۔

غزنوی نے اپنے امتحان کو مکمل کرنے کے لیے ایاز کی حیثیت اور لباس میں آکر شیخ کی جانب سے جب یہ معاملہ دیکھا تو شیخ سے بولا کہ آپ سلطانِ وقت کی تعظیم کے لیے کیوں نہیں اٹھے۔ کیا بادشاہ کی آمد اور شاہانہ کر و فر کے ساتھ تشریف ارزانی کوئی دھوکہ ہے؟

فرشتہ لکھتا ہے کہ اس عتاب پر شیخ نڈر ہو کر فوراً بولے کہ ہاں "سب دامِ فریب ہے لیکن اس جال کا شکار وہ (ایاز) نہیں بلکہ تم ہو، آگے بڑھو کہ تم کو جو مقدم کیا گیا ہے"۔

فرشتہ لکھتا ہے کہ اس عجیب و غریب معاملہ پر جو شیخ کی جانب سے پیش آیا اور ان کی ایک کرامت کا اس طرح سے ظہور ہوا تو غزنوی کا وہ دل و دماغ جو قلندرانِ گوشہ نشین کے ادب و احترام سے لبریز تھا عقیدت سے سرشار ہو کر بارگاہِ شیخ میں عرض پیرا ہوا کہ اگر کچھ نصائح جو دین و دنیا میں فلاح و بہبود کا باعث ہوں، حضرت فرمائیں تو زہے نصیب۔

غزنوی کی اس عقیدتمندانہ درخواست پر شیخ نے نصیحت کے طور پر فرمایا۔ کہ چہار چیز اختیار کُن۔ اوّل پرہیزگاری، دوم نماز با جماعت، سوم سخاوت، چہارم شفقت بر خلق۔"

فرشتہ لکھتا ہے کہ محمود نے شیخ سے دعا کی درخواست کی تو شیخ نے فرمایا۔ ہر نماز کے بعد تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرتا ہوں۔ محمود نے خصوصی دعا چاہی تو فرمایا "عاقبت محمود باد۔"

فرشتہ نے لکھا ہے کہ رخصت ہوتے وقت محمود نے سونے کے سکّوں سے بھری ہوئی ایک ہمیانی شیخ کے سامنے رکھ کر اسے قبول کرنے کی درخواست کی۔ شیخ نے غزنوی کی اس حرکت پر فوراً "جو" کی تیار کی ہوئی ایک روکھی سوکھی روٹی غزنوی کے سامنے پھینکتے ہوئے کہا کہ کھائیے غزنوی کھاتا تھا لیکن بتقریبے نوا کی روٹی غزنوی بادشاہ کے گلے سے نیچے نہیں اترتی تھی۔ شیخ نے غزنوی کا یہ معاملہ دیکھ کر غزنوی سے کہا کہ گلے میں پھنستی ہے؟ سلطان نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر شیخ نے فرمایا۔ "محمود! تیرا یہ عطیہ ہمارے گلے میں بھی یونہی اٹکتا ہے جیسا کہ روٹی کا یہ سوکھا ٹکڑا تیرے گلے میں۔ اس کو اٹھا لے کہ دنیا کی مال و متاع کو ہم خیرباد کہہ چکے ہیں۔"

غزنوی جب شیخ کی خانقاہ سے چلنے لگا تو شیخ تعظیماً سروقد کھڑے ہو گئے۔ اور مشایعت کے لیے چند قدم آگے بڑھے۔ غزنوی نے حیران و سراسیمہ ہو کر دریافت کیا کہ آنے کے وقت آپ نے تعظیم و تکریم کچھ بھی نہ کی تھی اب اس اہتمام کا کیا مقصد ہے؟ شیخ بولے کہ جب تم آئے تھے فرو بادشاہی کا

سر بھرا ہوا تھا اور اب چار ہے ہو تو تقرار زندگی کے آثار چہرہ شاہانہ سے عیاں ہیں۔ (تاریخ فرشتہ صفحہ ...)

تعارف و تبصرہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور اُن کے خلفاء

یہ کتاب جناب قاری فیوض الرحمٰن صاحب صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد کے قلم سے ہے۔ قاری صاحب موصوف ہمارے قارئین کے جانے پہچانے صاحب قلم ہیں اور وہ مختلف موضوعات پر کئی چھوٹی بڑی کتابیں لکھ چکے ہیں۔

اکابر کی سیرت و سوانح سے انہیں خصوصی لگاؤ ہے اور وہ اس سلسلہ میں ملک بھر کے متعدد رسائل میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور لکھتے رہتے ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب جو درمیانہ سائز کے ۲۲۰ صفحات پر مشتمل ہے اور سفید کاغذ پر مناسب کتابت و طباعت کے ساتھ پاکستان بک سنٹر ۳۰ اردو بازار لاہور نے طبع کی ہے۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے پہلی کتاب ہے۔ حضرت لاہوری قدس سرہ سے متعلق اس سے پہلے بھی کئی کتابیں سامنے آچکی ہیں جن میں "مردِ مومن" کو امتیازی حیثیت حاصل ہے لیکن آپ کے خلفاء کا تذکرہ قاری صاحب نے خاص تفصیل سے پہلی مرتبہ کیا ہے جس سے کتاب کی افادیت دو چند ہو گئی ہے۔

حضرتؒ کے خلیفہ اوّل مولانا بشیر احمد پسروری رحمہ اللہ کی تقدیم بقامت کہتر بقیمت بہتر کی شاندار مثال ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ کوئی لائبریری اس کتاب سے خالی نہ رہے بالخصوص شیخ لاہوری قدس سرہٗ کے حلقہ کو اس کتاب کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔

عام جلد کے ساتھ قیمت -/۱۲ روپے جبکہ ولائتی کاغذ اور کپڑے کی جلد کے ساتھ قیمت -/۱۸ روپے ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ اپنوں اور غیروں کی نظر میں!

حضرت الامام قدس سرہ دنیا کی عظیم ترین مسلم آبادی کے مسلمہ رہنما اور پیشوا ہیں لیکن بدقسمتی سے کچھ لوگ آپ کی مخالفت کو ہی اپنی زندگی کا مقصد و مشن سمجھتے ہیں۔ ضرورت تھی کہ کوئی ادارہ مستقلاً اس عنوان سے کام کرتا۔ اور حضرت الامامؒ کی سیرت و سوانح، ان کی اجتہادی بصیرت، فقہی خدمات، حنفی مکتب فکر کے بنیادی خط و خال جیسے اہم مسائل پر تحقیقی کام کرتا۔ اور ساتھ ہی ساتھ حضرت الامام پر کئے جانے والے اعتراضات کا شافی جواب دیتا۔

مقام مسرت ہے کہ ضلع بہاولنگر کے دور افتادہ قصبہ فقیر والی کے چند باہمت نوجوانوں نے "امام اعظم ابو حنیفہ اکیڈمی" قائم کرکے اس طرف پیش رفت کی ہے اور فوری طور پر ۴۴ صفحات کا ایک مختصر رسالہ اس عنوان سے شائع کیا ہے جس کے مضامین نام سے ظاہر ہیں۔ سوا روپیہ ہدیہ پر رسالہ اکیڈمی دفتر کے علاوہ مکتبہ رشیدیہ فقیر والی، ساہیوال، شاہ عالم مارکیٹ لاہور، مکتبہ معاویہ ۱۴۳۱ وحید آباد کراچی ۱۸، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور اور مکتبہ شان اسلام اردو بازار لاہور سے دستیاب ہے۔

ہمیں امید ہے کہ احباب ان نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کریں گے تاکہ یہ حضرات پوری دلجمعی سے کام کر سکیں۔

دارالعلوم دیوبند (تحفظ و احیاء اسلام کی عالمگیر تحریک)

مادر علمی دارالعلوم دیوبند پر بہت کچھ لکھا گیا اور بہت کچھ لکھا جائے گا۔ ہر صاحب قلم نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق مادر علمی کے متعلق خامہ فرسائی کی اور خوب سے خوب تر۔ زیر تبصرہ رسالہ مولانا مفتی محمود زید مجدہم کے قلم سے

رجسٹرڈ ایل نمبر
۶۰۷۴

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

فون نمبر
۶۷۵۲۵

منظور شدہ ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۹۳۳۱۹ مورخہ ۲ مئی ۱۹۵۸ء ۲۔ پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C-۷۴۲۴/۲۳۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۷ء محکمہ تعلیم ۳۔ کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۷۶-۲۰۶۹ DDA مورخہ ۲ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ چٹھی ۵۸۔۵۰/۳۰۔۱۵۲۱ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۶۷ء

جو دراصل موصوف کا وہ اہم مضمون ہے جو ملک کے مشہور دینی ادارہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے آرگن "الرشید" کے "دارالعلوم دیوبند نمبر" میں شائع ہوا تھا۔ بخاری بک سٹال دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور نے اسے اچھے کاغذ پر واضح اور جلی کتابت سے شائع کرایا ہے جو ایک ضرورت ہے۔ قیمت درج نہیں۔

آخری نبی کا آخری خطبہ

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع درحقیقت عالم انسانیت کے لئے ایک ایسا منشور ہے جس کو زندگی کا محور بنانے سے انسان کے تمام تر اجتماعی اور انفرادی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف افراد اور جماعتوں نے مختلف انداز سے اس خطبہ کو شائع کیا اور اس طرح فریضہ تبلیغ میں اپنی ذمہ داری پوری کی۔ لیکن زیر تبصرہ رسالہ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں عنوان قائم کر کے شگفتہ اور سلیس ترجمہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

یہ کتابچہ سب سے پہلے جمعیۃ حنفی اہلسنت کراچی نے شائع کیا تو حکومت سندھ کے بعض افسران کی ملی بھگت سے ضبط کر لیا گیا۔ یہ اعلان ضبطی اتنا افسوسناک بلکہ شرمناک تھا کہ پناہ بخدا۔ اس پر صدائے احتجاج بلند ہونا طبعی امر تھا کیونکہ اللہ کے نبی کے ارشادات سے معاشرہ سنورتا ہے نہ کہ اس میں اختلافات رونما ہوتے ہیں لیکن ملعون انگریز کی "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" پالیسی کے علمبردار کور مغزوں نے ان ارشادات مقدسہ کو اختلاف کی آڑ میں ضبط کر کے اپنی بدباطنی کا ثبوت دیا۔ اخبارات و رسائل کے واویلا، علماء کرام اور پاکستان سنی کونسل کی آئینی جدوجہد سے وہ رسالہ واگزار ہو گیا۔ تب عوام نے سکھ کا سانس لیا۔

ضرورت تھی کہ اس شرمناک داستان کو مرتب کر دیا جاتا تاکہ آنے والی نسلیں ان روسیاہوں کو جان سکتیں جو ارشادات نبوت پر مشتمل کتابچہ کی ضبطی سے بھی نہیں چوکتے۔

شفیق صابر صاحب نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور انہوں نے یہ ساری داستان مرتب کر ڈالی۔

کتاب کے تین حصے ہیں۔ اول حصہ میں حجۃ الوداع کے خطبہ کی ضبطی، اس پر اخبارات و رسائل کا احتجاج اور واگزاری کی ساری داستان شامل ہے۔ ساتھ ہی عکس بھی کراچی کے بد باطن شیعہ ایڈیٹر کی طرف سے قرآن حکیم میں شرمناک تحریف کی روداد ہے۔

دوسرے حصہ میں اصل خطبہ مع عنوانات ہے۔ جبکہ تیسرے حصہ میں اس خطبہ کے ضمن میں تکمیل دین کا جو راز پنہاں ہے، اس کا تذکرہ ہے۔ مزاج شناس نبوت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بے قراری، حضور علیہ السلام کا انہیں مصلّے کا حکم دینا اور نبی علیہ السلام کے سفر آخرت کے حالات اس انداز سے ذکر کئے گئے ہیں کہ بے ساختہ آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔

ساتھ ہی ساتھ خاندان نبوت کا شجرہ طیبہ، آپؐ کے اہل صحابہ کا ذکر، خلفاء اسلام کا ذکر جیسے دلچسپ عنوانات ہیں جن سے کتاب کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔ ٹائٹل بڑا حسین اور خوبصورت ہے۔ صفحہ آخر پر جناب نبی کریم علیہ السلام اور ان کے عظیم رفقاء کا شجرہ بڑا ہی ایمان افروز ہے۔ کتابت طباعت میں انتہائی بلند نظری کا مظاہرہ ہے اور قیمت ۔/۲ روپے۔ لاہور سنی سنٹر، صابر منزل صابر سٹریٹ فیروز پور روڈ اچھرہ سے دستیاب ہے۔

(اسعد حقانی)

مولانا عبید اللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ شوکت علی پرنٹرز سے چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔